رجسٹرڈ انگلشیہ ( )

شرح چندہ
سالانہ .... لے
ششماہی .... ہے
سہ ماہی .... عاں

قیمت پرانا پرچہ (۴/)

فرخندہ بنیاد حیدرآباد دکن

ہفتہ وار مملکت

ایڈیٹر
میر حسن الدین بی۔ اے۔ ال ال بی (عثمانیہ)

رجسٹرڈ آصفیہ نمبر (۱۸۰)

شرح چندہ
سالانہ .... لے
ششماہی .... ہے
سہ ماہی .... عاں

قیمت فی پرچہ (۲/)

جلد (۲) | ۱۹ آذر ۱۳۵۲ف | ۱۳ شوال ۱۳۶۱ھ | ۲۴ اکٹوبر ۱۹۴۲ء شنبہ | نمبر (۲۸)

ممالک محروسہ میں تنظیم دیہی

ایک جدید فنڈ کے قیام کی تحریک

دیہی آبادی کو خوشحال بنانے کی کوشش

پانچ سال قبل جب حکومت سرکار عالی نے مجلس تنظیم دیہی قائم کی تھی تو تعلیم یافتہ طبقہ میں بھی بہت کم اشخاص تنظیم دیہی سے واقف تھے۔ اور اس کی سرگرمیوں کے متعلق ان کی معلومات بہت مبہم سی تھیں۔ لیکن حکومت نے اس ضمن میں جو واضح طریقہ کار اختیار کیا ہے اور ممالک محروسہ کے مختلف حصوں میں مجالس تنظیم دیہی کے ذریعہ جو تجربات حاصل ہوئے ہیں ان کی بدولت آج عوام اس تحریک کی اہمیت محسوس کرنے لگے ہیں اور اس کے سرگرم لائحہ عمل کے معترف ہیں۔ یہ لائحہ عمل بہتر کاروبار، بہتر کاشت کاری اور بہتر طرز رہائش پر مشتمل ہے۔ چند منتخب کردہ مواضعات میں حکومت نے جو تجربات کئے ہیں ان میں سے اکثر کے کامیاب ہونے کی توقع ہے اور اس کا ثبوت اس بات سے ملتا ہے کہ ان مواضعات کے اطراف کے دیہاتی اس پر اختیار کرنے کے مشتاق ہیں اور اپنے مواضعات میں اس تحریک کو شروع کرنے کے اور امداد کے خواہاں ہیں۔ اب حالات اس منزل تک پہنچ چکے ہیں کہ سرکاری عہدہ داروں نے جو تجربے حاصل کئے ہیں ان کو وسیع تر دیہی علاقوں کے استفادہ کے لئے روبعمل لائے جا سکیں۔ مزید برآں حکومت نے یہ بھی فیصلہ کیا ہے کہ تمام منتخبہ رقبوں میں وسیع دائرہ اور معیار پر زراعت کے ترقی یافتہ طریقوں کی ترویج کرے اور اب ایسا وقت آ گیا ہے کہ ہر ایک تعلقہ کے موجودہ مرکز کے اطراف واقع چار یا پانچ مواضعات کو منسلک کر کے بہتر کاروبار، بہتر کاشت کاری اور بہتر طرز زندگی کے لائحہ عمل کو نافذ کیا جائے اور اس کی ابتدا رقبے کے گوداموں، تخم کے ذخیرہ اور مشترکہ فائدہ کے سرمایوں سے ہو۔ اسی طرح بتدریج اس حلقہ کو وسیع تر کیا جائے گا۔ یہاں تک کہ کچھ سال کی مدت کے بعد یہ تحریک سارے ملک میں پھیل جائے۔

صدر بالا خیالات سید فضل اللہ صاحب ناظم محکمہ امداد باہمی و معتمد مجلس تنظیم دیہی نے ممالک محروسہ میں مجالس تنظیم دیہی کی رپورٹ کارگزاری بابت ۱۳۵۱ف میں ظاہر کئے ہیں۔

تائید۔

ان خیالات کی تائید مرکزی مجلس تنظیم دیہی کے حالیہ اجلاس میں بھی کی گئی جو ہز ہائینس نواب صاحب چھتاری صدر اعظم باب حکومت سرکار عالی کی صدارت میں منعقد ہوا تھا۔ مجلس نے جو سالانہ رپورٹ کی اس پر مباحثہ کے دوران میں معزز مسٹر غلام محمد صدر المہام مالیات نے فرمایا کہ وہ اس خیال سے متفق ہیں کہ اب وہ منزل آ گئی ہے کہ جہاں دیہی تنظیم کی تحریک سے دیہی آبادی کے وسیع تر حصوں کو روشناس کرایا جائے اور انہوں نے دیہی تنظیم کے نئے پروگرام کی وسیع تر پیمانہ پر توجہ کرنے کی ضرورت اور اہمیت پر زور دیا جو حسب ذیل ہیں۔

(۱) دیہی سڑکیں تعمیر کرنے کی ضرورت تاکہ مواضعات کے باشندوں کے لئے مارکٹ تک پیداوار لانے کی زیادہ سہولتیں فراہم ہو سکیں۔ (۲) مویشیوں کی اصلاح اور (۳) وسیع پیمانے اور جامع معیار کے مطابق دیہی گھریلو صنعتوں کی ترقی تاکہ دیہی باشندوں کو اپنی آمدنی بڑھانے کے مواقع ملیں۔ انہوں نے یہ بھی سفارش کی کہ انڈسٹریل ٹرسٹ فنڈ کے مماثل ایک اگریکلچرل ٹرسٹ فنڈ قائم کیا جائے تاکہ ملک کے زرعی وسائل کو ترقی دی جا سکے۔

صدر المہام بہادر کے خیالات۔

مسٹر ڈبلیو۔ وی۔ گرگسن معزز صدر المہام مال نے یہ خیال ظاہر فرمایا کہ اب تک ممالک محروسہ میں تنظیم دیہی کا کام تجرباتی نوعیت کا رہا ہے اور اس امر پر زور دیا کہ اب وقت آ گیا ہے کہ اس کو کافی وسعت دی جائے تاکہ مناسب مدت کے اندر تمام ممالک محروسہ اس کے تحت آ جائے۔ صاحب موصوف نے یہ بھی فرمایا کہ ان کے خیال میں یہ مقصد ان قوانین سے فائدہ اٹھا کر بھی ایک حد تک حاصل ہو سکتا ہے جن کے مطابق مجالس تنظیم دیہی کو گرام پنچایتوں کی حیثیت اور اختیارات حاصل ہو سکتے ہیں۔

صدر المہام بہادر نے موافقت فرمائی۔

ہز ایکسلنسی صدر اعظم بہادر نے صدر المہام بہادر مالیات اور صدر المہام بہادر مال کے اس خیال کی تائید فرمائی کہ مواضعات بندی حلقوں سے زیادہ توجہ اور ہمدردی کے مستحق ہیں اور اس تحریک کو وسعت دینے کے لئے حکومت کے سامنے جامع تجاویز پیش کرنے کی ضرورت پر تمام محکمہ جات کے صدور کو توجہ فرمایا۔ اس کے بعد مجلس نے صدر المہام بہادر مالیات کی پیش کردہ قرارداد بہ اتفاق آراء منظور کی۔ جس کا مفہوم یہ ہے کہ اب ایک ایسی منزل آ گئی ہے کہ جہاں جو تجربہ کر کے موجودہ طریقہ دائرہ عمل کو کافی وسعت دی جائے تاکہ تنظیم دیہی کی اسکیم کے فوائد بتدریج تمام ممالک محروسہ تک وسیع ہو جائیں اور اس مقصد کو اسی طرح ممکن بنا سکے تاکہ حکومت انڈسٹریل ٹرسٹ فنڈ کے مماثل

(بقیہ سلسلہ صفحہ [illegible] پر)

مملکت ہفتہ وار

جلد (۲) | ۱۹ر آذر سہ شنبہ ۱۳۵۲ ف | نمبر (۲۸)

سررشتہ جات میں ہم آہنگی کی ضرورت

دستوری اصلاحات کے تدریجی نفاذ سے ملک کے مختلف مفادات اور حکومت کے مابین اشتراک عمل کی صورتیں پیدا ہو رہی ہیں اور جب اصلاحات کی پوری اسکیم نافذ ہو جائیگی عوام کے لئے آئینی تنقید کے راستے کھل جائیں گے اور نظم و نسق کی اصلاح کے ذرائع مہیا ہو جائیں گے۔ دستوری اصلاحات سے قطع نظر نظم و نسق سے متعلق بعض امور ایسے ہیں جن کی فوری اصلاح ضروری ہے۔ ہمارے نظم و نسق میں ایک بڑی خرابی یہ ہے کہ مختلف سررشتہ جات کی تقسیم کچھ اس طرح عمل میں آئی ہے کہ ان کے مابین تعاون و اشتراک عمل دشوار ہو گیا ہے جس کی وجہ سے دفتری کاروبار اس طرح طے پاتے ہیں کہ کسی ایک کام سوالی کو تکمیل تک پہنچنے میں کافی عرصہ گزر جاتا ہے۔ دفتری کارروائیوں میں ایسی غیر ضروری تعویق سے اہل معاملہ پریشان رہتے ہیں۔

موجودہ صورت حال۔

سررشتہ جات کی موجودہ تقسیم کے لحاظ سے صدر المہام فوج کے تحت سررشتہ شہر، آثار قدیمہ، دار الطبع، جیل خانہ و کاغذ مہر، صدر المہام مال کے تحت سررشتہ کوتوالی و مجالس، محکمہ سیاسیات کے تحت بلدیہ حیدرآباد، صدر المہام صنعت و حرفت کے تحت لاسلکی نشرگاہ، صدر المہام عدالت کے تحت سررشتہ امور مذہبی، صدر المہام فینانس کے تحت محکمہ دیوانی ملکی و مال، معدنیات اور سررشتہ سربراہی ضروری رکھے گئے ہیں۔ سررشتہ جات کی اس طرح غلط تقسیم کی وجہ سے مثلاً سیاسیات بلدیہ کی حد تک صدر المہام تجارت کے تحت ہے، مثلاً تجارت و حرفت سررشتہ سربراہی و معاون کی حد تک صدر المہام فینانس کے تحت، مثلاً امور عامہ سررشتہ شہر اور دار الطبع کی حد تک صدر المہام فوج کے تحت، سررشتہ کوتوالی کی حد تک صدر المہام مال کے تحت اور سررشتہ عدالت کی حد تک صدر المہام عدالت کے تحت۔ اسی طرح ایک سررشتہ کے ناظم کو ایک محکمہ کے مثلاً اور دوسرے محکمہ کے صدر المہام کے تحت کام کرنا پڑتا ہے۔ اسی دو عملی کی وجہ سے نظم و نسق میں جو خرابیاں پیدا ہوتی ہیں اور اہل معاملہ کے لئے جو دشواریاں لاحق ہوتی ہیں محتاج بیان نہیں۔

سررشتہ جات کی اس غلط تقسیم کی وجہ سے ان کے باہمی تعاون اور اشتراک عمل میں جو دشواریاں پیدا ہوتی ہیں ان کو ہم ایک مثال کے ذریعہ واضح کریں گے۔ ہر شخص واقف ہے کہ محکمہ تعمیرات بلدہ کسی محلہ کی آرائش کے وقت ایک نئی سڑک تعمیر کرتا ہے۔ تعمیر کے بعد اس سڑک کی نہ تو صفائی ہوتی ہے اور نہ مرمت تا وقتیکہ شہریوں کی جانب شکایتوں کا سلسلہ نہ شروع ہو جائے اور یہ سڑک محکمہ بلدیہ کے سپرد نہ کر دی جائے۔ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ بلدیہ ایک سڑک تعمیر کرتی ہے۔ اس کی تعمیر کے بعد محکمہ ڈرینیج بلدیہ کو اطلاع دئے بغیر موریوں کے لئے سڑک کھود کر خراب کر دیتا ہے اور ایک عرصہ تک اس سڑک کی مرمت نہیں ہوتی۔ یا کبھی محکمہ برقی یا ٹیلیفون یا آب رسانی اپنے اغراض کے لئے سڑک کھودتے ہیں اور ایک عرصے تک اس کی مرمت کی طرف کوئی توجہ نہیں کی جاتی۔ یہ صحیح طریقہ عمل یہی ہو سکتا ہے کہ کام شروع کرنے سے پہلے سررشتہ جات متعلقہ تمام امور کو طے کر کے باہمی اشتراک عمل سے کام انجام دیں مگر اس وقت سررشتہ جات کی غلط تقسیم کی وجہ سے ان میں ہم آہنگی اور اشتراک عمل مشکل ہے۔ بلکہ ایک معمولی کام کی انجام دہی کے لئے مراسلت میں بہت سا وقت ضائع ہو جاتا ہے۔ بعض ایسے نظائر بھی موجود ہیں جن میں ایک صناع کو محکمہ صنعت و حرفت سے ایک صنعتی کارخانہ قائم کرنے کی اجازت ملتی ہے مگر اس کا تصفیہ محکمہ مال سے برداشت نہیں ہوتا۔ اس تضاد میں محکمہ صنعت و حرفت شرائط اجازت نامہ کی پابندی پر اصرار کرتا ہے۔ ایسی حالت میں صناع کو جن مشکلات سے دوچار ہونا پڑتا ہے اس کا اندازہ ہر شخص نہیں کر سکتا۔ اکثر دفتری کاروبار میں یہی صورت پیدا ہوتی ہے۔

ایک تجویز۔

اگر ان دشواریوں کو پیش نظر رکھ کر مختلف سررشتہ جات کی ان کی نوعیت کے اعتبار سے از سر نو تقسیم عمل میں لائی جائے اور مختلف سررشتہ جات کو صدر المہامین کے تحت حسب ذیل طریقہ پر رکھا جائے تو ہمارے خیال میں دفتری کارروائیوں میں غیر ضروری تعویق اور رعایا کی پریشانی ایک حد تک رفع ہو سکتی ہے۔

صدر المہام مال ———— مالگزاری، عطیات، بندوبست اراضی، کورٹ آف وارڈز، زرعیات وغیرہ۔

تنظیم جدید، مقطعات، بالیات، سکیات۔

صدر المہام مالیات ———— صدر محاسبی، اسٹیٹ بنک، اسٹیٹ لائف انشورنس، سکہ و طاس، دار الضرب، انجمن ہائے امداد باہمی۔

صدر المہام عدالت و فوج ———— عدالت، کوتوالی، مجالس، فوج، رجسٹری، کاغذ مہر، امور مذہبی۔

صدر المہام تعلیمات ———— جامعہ عثمانیہ، تعلیمات عامہ، فنی و پیشہ وری تعلیم، حیدرآباد سیول سرویس، آثار قدیمہ، رصدگاہ۔

صدر المہام ریل و رسائل ———— ریلوے، سررشتہ شہر، ٹیلیفون، ٹیلیگراف، ہوا بازی، تعمیر ریل و سڑک۔

صدر المہام تعمیرات عامہ ———— تعمیرات، ملکی تالاب، آب رسانی، ڈرینیج، برقی، اضلاع و بلدہ، ٹاؤن پلاننگ، آرکیٹکٹ، ارضیاتی پیمائش، بلدیہ حیدرآباد، بلدیات اضلاع، طبابت، آرائش بلدہ۔

صدر المہام تجارت و حرفت ———— صنعت و حرفت، آب کاری، جنگلات، زراعت، کروڑگیری، اعداد و شمار، معدنیات، علاج حیوانات، ترقی دیہات، محکمہ دفتر و دار الطبع، سربراہی و معاون۔

صدر المہام امور دستوری ———— محکمہ امور دستوری، معلومات عامہ، دفتر دیوانی ملکی و مال، محکمہ سیاسیات، ذرائع تبلیغ، لاسلکی نشریات، امور متعلقہ ایجنٹ برار۔

بعض قدیم عہدہ داروں کی جنہیں نظم و نسق کا کافی تجربہ ہے یہ رائے ہے کہ سررشتہ جات کی تنظیم کے ساتھ ساتھ ایک چیف آڈیٹر کا تقرر ضروری ہے جس کے تحت تنقیح حسابات دفاتر مال و فوج، تنقیح تعمیرات، محاسبی جات تجارتی، تنقیح ریلوے، تنقیح اسٹیٹ بنک و انجمن ہائے امداد باہمی کا کام سپرد کیا جانا چاہئے۔ چیف آڈیٹر راست صدر اعظم بہادر کے تحت ہے تاکہ وہ ہر سررشتہ کے حسابات کی تنقیح آزادی کے ساتھ کر سکے۔ اصلاح نظم و نسق کے دوسرے پہلوؤں پر ہم اپنی آئندہ اشاعتوں میں بحث کریں گے۔

حیدرآباد کے گزشتہ چند ہفتے

توقع تھی کہ نئے سال سے قانون گداگری کا نفاذ عمل میں آئے گا لیکن یونائیٹڈ پریس کی اطلاع کے مطابق محتاج خانوں کے لئے مناسب مکانات دستیاب نہ ہونے کی وجہ سے اس قانون کا نفاذ حدود بلدہ میں یکم آذر سے نہ ہو سکا۔ محکمہ متعلقہ مکانات کی تلاش کر رہی ہے اگر یہ مشکل دور ہو جائے تو کہا جاتا ہے کہ قانون گداگری نافذ کیا جائے گا۔ حکومت کی جانب سے اراضی و لازمین کے لئے گرانی الاؤنس منظور ہوا۔ اس سلسلہ میں یہ بات دلچسپی سے خالی نہیں کہ شہروں کے کاشتوں اور دہقانوں نے بھی مولویوں سے گرانی الاؤنس کا مطالبہ کیا تھا۔ معلوم ہوا ہے کہ کاشتوں کی حد تک بیوپاریوں نے گرانی الاؤنس دینے کا وعدہ کر لیا ہے چنانچہ کاشتوں نے ایک جلوس نکالا اور اپنے مالکوں کا شکریہ ادا کیا۔

پہنائے اور اپنا کام شروع کردیا۔

امن سوزی۔

کانگریسی لیڈروں کی گرفتاری کے بعد ہندوستان میں امن سوزی کی ایک مہم شروع کی گئی اس کے کچھ اثرات حیدرآباد پر بھی پڑے۔ حیدرآباد میں ستیاگرہ کرنے کی ایک کوشش کی گئی تھی جو ناکام رہی۔ حیدرآبادیوں کی امن پسندی اور حکومت کی بروقت حفاظتی تدابیر نے ہمارے ملک کو بدامنی سے محفوظ رکھا۔

جوں ہی کانگریس کی روش بدلی اور کانگریسی لیڈر گرفتار کرلئے گئے حیدرآباد کے ہندو پبلک کارکن جو مجلس دفاع کے رکن تھے حکومت سے ترک تعاون کرنے کا حیلہ ڈھونڈھنے لگے۔ انہوں نے بالآخر مجلس دفاع کی رکنیت سے استعفا دے دیا اور چند ہندو کارکنوں کی گرفتاری کو وجہ بتائی۔ حکومت نے ان کا استعفا قبول کرلیا۔

ملک کے ممتاز ہندو و مسلم قائدین نے مجلس دفاع میں شریک ہونے سے پہلے ایک مشترکہ بیان کے ذریعہ اعلان کیا تھا کہ جنگ کے اختتام تک سیاسی اور فرقہ واری سرگرمیاں روک دی جائیں اور حکومت نے بھی ملک کے مختلف طبقوں کے قائدین کے اس اعلان کو پسندیدگی اور استحسان کی نظر سے دیکھا تھا لیکن باوجود اس اعلان کے بعض ہندو پبلک کارکنوں کی سیاسی اور فرقہ وارانہ سرگرمیاں مختلف طریقوں سے جاری ہیں اگرچہ پبلک کا رجحان جنگ کے خطرات کے مدنظر امن و اتحاد کی طرف رہا۔ لیکن جیسا کہ مقامی اخبارات نے رائے کا اظہار کیا ہے بعض پبلک کارکنوں کا طریقہ عمل کانگریس کی حالیہ روش کے بعد سے اچانک بدل گیا۔ ان کارکنوں کا مجلس دفاع سے استعفا بھی کانگریس کے حالیہ رجحان کے زیر اثر تھا۔

مجلس دفاع سے استعفا دینے سے چند روز قبل "رعیت" نے اپنے ایک مقالہ کے ذریعہ اور بعد میں ہندو قائدین نے اپنے ایک بیان میں حیدرآباد کی خود مختاری پر زور دیا اور ملک کے دوسرے فرقوں اور طبقوں سے بھی یہ خواہش کی کہ وہ اس خود مختاری کے مسئلہ پر متحد و متفق ہوجائیں اور سارے اختلافات کو بالائے طاق رکھ دیں۔ اس بیان میں خود مختاری کے حصول کے لئے ایک قومی حکومت کی تشکیل کو ناگزیر بتایا گیا۔

بعض مقامی جرائد نے اس بیان پر تبصرہ کرتے ہوئے یہ رائے ظاہر کی کہ قومی حکومت کی تشکیل سے متنازعہ فیہ مسائل چھڑ جاتے ہیں جو زمانہ جنگ میں عام مفادات کے لئے اشتراک میں مزاحم ہوں گے۔ اتحاد و اتفاق کے تصور کو عملی جامہ پہنانے کا یہی طریقہ ہے کہ اختلافی مسائل کی نسبت ایک متفقہ حل دریافت کرلیا جائے۔ اگر اختلافات دور کردئے جائیں تو آزاد حیدرآباد اس کی خود مختاری کے مطالبہ میں کامل اتحاد پیدا ہوسکتا ہے۔ ہندو قائدین کا استدلال ہے کہ یہ وقت اختلافی مسائل کو اٹھانے کا نہیں ہے۔ حیدرآباد کے دستوری مسائل کا تصفیہ جنگ کے بعد بدلے ہوئے حالات میں بدلی ہوئی ضروریات کے مطابق ممکن ہے یہی مسلک ہندوستان کی آزادی سے متعلق کانگریس نے اختیار کیا ہے۔ ہندو قائدین کے اس بیان کا خیر مقدم کرتے ہوئے نواب بہادر یار جنگ بہادر نے یہ معلوم کرنا چاہا کہ ہندو پبلک کارکنوں کے نزدیک آزادی کا کیا تصور ہے نواب صاحب نے اپنے بیان میں اس امر کو واضح کردیا کہ برطانوی ہند میں آئندہ قائم ہونے والی حکومت کے تسلط اور مداخلت سے بھی حیدرآباد آزاد رہے۔

انسداد اعمال تخریبی۔

ہندوستان میں جو بدامنی اور دہشت پھیلانے کی کوشش کی جارہی ہے اس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ امن سوزی کا بروقت انسداد ضروری ہے۔ چنانچہ تخریبی اعمال کے انسداد کے لئے ایک مجلس حیدرآباد میں قائم کی گئی جس کے صدر نواب کمال یار جنگ بہادر، معتمد مولوی ابوالحسن سید علی صاحب اور شریک معتمد مسٹر شنکر راؤ بورگاؤنکر ہیں۔ اس مجلس میں ہندو و مسلم سربرآوردہ اصحاب شریک ہیں۔ اس ادارہ کی شاخیں تمام اضلاع اور تعلقات میں قائم کی جائیں گی اور عوام کو تخریبی اعمال سے باز رکھنے کی کوشش کی جائے گی تاکہ ملک کا امن و امان برقرار رہے۔ معاصر رہبر دکن نے انجمن "انسداد اعمال تخریبی" کے قیام پر اظہار رائے کرتے ہوئے تحریر کیا ہے کہ "کچھ عرصے سے ہندوستان کے مختلف حصوں میں فضا کی جیسی کچھ حالت ہے وہ محتاج بیان نہیں ہے۔ ایسی نازک صورت حال میں اس انجمن کا قیام ایک نہایت مستحسن اقدام ہے۔ ہم واقف ہیں کہ اس ادارہ کو حکومت سرکار عالی کا تعاون حاصل ہے اور جس پایہ کے ذی وقار اور تعلیم یافتہ حضرات اس کے عہدہ داروں اور ارکان مجلس انتظامی میں شریک ہیں اس سے یہ توقع ہوتی ہے کہ انجمن نہایت کامیابی کے ساتھ ملک و قوم کی بہترین خدمات انجام دے سکے گی۔ ہم کو یقین ہے کہ ملک کا ہر تعلیم یافتہ شخص شریک انجمن ہوکر ملک کی فضا کو پرامن رکھنے کی ہر ممکن کوشش کرے گا اور ہر نوجوان انجمن کے مفید مقاصد کو آگے بڑھانے کے لئے اپنی رضاکارانہ خدمات پیش کرکے اپنے حب وطن کا ثبوت دے گا؟"

مختلف اشیاء پر نگرانی قائم رکھنے کا مسئلہ آج کل حکومت کے پیش نظر ہے ایک حکم کے ذریعہ لوہے اور فولاد کے ذخائر پر بھی نگرانی قائم کردی گئی ہے۔ اس طرح قواعد تحفظ ممالک محروسہ سرکار عالی کے تحت پارچہ کی ساخت اور بافت پر ایک خاص قسم کی نگرانی قائم کی گئی ہے جس کی وجہ سے حیدرآباد میں جس قدر کپڑا تیار ہوگا اس کی نوعیت پائیداری کے اعتبار سے زیادہ اچھی ہوگی۔ اگر ایسا نہ کیا جاتا تو کپڑا بننے والے نفع اندوزی کی خاطر کلف اور گوندی کا زیادہ استعمال کرکے کپڑے کی پائیداری اور نوعیت کے متعلق دھوکہ دیتے اس لئے حکومت نے کپڑے کی نوعیت پر نگرانی قائم رکھنے کے لئے یہ احکام صادر فرمائے ہیں کہ سوتی تھان میں اس کی روئی کے وزن سے ۲۰ فی صد سے زائد کلف یا گوندی استعمال نہ کی جائے۔

اعلامیے۔

حکومت حیدرآباد کی جانب سے گزشتہ دس سال کے منتخب پریس نوٹ اور اعلامیے شائع کئے گئے ہیں ان اعلامیوں سے ایک طرف حکومت سرکار عالی کے اس وسیع پروگرام کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے جو رعایا کی بہبود سے متعلق ہے اور دوسری طرف اس سے یہ بھی روشنی پڑتی ہے کہ پبلک اہمیت رکھنے والے مختلف مسائل کی نسبت اختیار کیا جارہا ہے۔ باشندگان حیدرآباد کے سیاسی شعور کے ارتقا اور اس بیداری کا بھی ان اعلامیوں سے پتہ چلتا ہے جو گزشتہ دس سال میں حیدرآباد میں پیدا ہوئی ہے۔

ہڑتالوں اور بندیوں کا انسداد کرنے کے لئے تجارتی نزاعات کے تصفیہ سے متعلق حکومت سرکار عالی نے ایک حکم نافذ کیا ہے جس کی رو سے مجالس مصالحت اور عدالت ہائے صنعتی قائم ہوں گی جن کے آگے تجارتی نزاعات پیش کئے جائیں گے۔ اس حکم میں ان صورتوں کی وضاحت کی گئی ہے جن میں مزدوروں کی جانب سے ہڑتالیں اور آجروں کی جانب سے بندیاں خلاف قانون متصور ہوں گی۔

مشاورتی کمیٹیاں۔

دستوری اصلاحات کے سلسلہ میں مشاورتی کمیٹیوں اور پنچایتوں کے قیام سے متعلق احکام نافذ ہوچکے ہیں۔ ان کمیٹیوں کا تعلق فینانس، امور مذہبی، صنعتی و زرعی ترقی، تعلیم، صحت عامہ اور ہندو و مسلم اوقاف سے ہے۔ ان مشاورتی کمیٹیوں میں سرکاری اور غیر سرکاری ارکان کی تعداد مساوی ہوگی۔ کمیٹیاں مساوی نوعیت کی دوسری کمیٹیوں سے بالاتر متصور ہوں گی کیوں کہ ان کو دستور حکومت کا ایک جزو قرار دیا گیا ہے۔ ان کمیٹیوں سے پبلک کے نمائندے اور حکومت سرکار عالی کے مابین زیادہ موثر اشتراک عمل کے ذرائع پیدا ہوں گے۔ اس وقت فینانس کی مشاورتی کمیٹی تشکیل پاچکی ہے جس کے غیر سرکاری ارکان یہ نواب بہادر یار جنگ بہادر، راجہ سری کشن صاحب بیرسٹر، نواب میر اکبر علی خاں صاحب بیرسٹر، مسٹر جگل کشور ریڈی، مسٹر لائق علی، مسٹر وینکٹ راؤ کو نامزد کیا گیا ہے۔ اس کمیٹی کا چند روز قبل ایک جلسہ بھی ہوا تھا جس میں بجٹ کے مواد پر غور کیا۔ حکومت میں پیش کرنے سے قبل ارکان کی رائے حاصل کرنے کے لئے پیش کیا گیا تھا۔ حیدرآباد کی تاریخ میں یہ پہلا موقع ہے کہ مواد بجٹ کی منظوری سے قبل پبلک کے نمائندوں کی رائے حاصل کی گئی۔ توقع ہوتی ہے کہ دیگر آئینی مشاورتی کمیٹیاں بھی بہت جلد تشکیل دیجائیں گی۔ پنچایتوں کے قیام سے متعلق تفصیلی قواعد شائع ہوچکے ہیں۔ ملک کے مختلف جرائد نے ان پر اظہار رائے کرتے ہوئے لکھا ہے کہ پنچایتوں کے قیام سے دیہی آبادی میں ایک بیداری پیدا ہوگی اور آئندہ مجلس مقننہ کے لئے دیہاتیوں کی یہ تربیت مختلف مفادات کی اچھی طرح نمائندگی کرسکے گی۔

مشرقِ قریب کی سیاست

از

جناب سید عبدالباری صاحب

یہ ایک حیرت انگیز امر ہے کہ ہندوستان پر حملہ کرنے کے جو طریقے سکندر اعظم نے دو ہزار تین سو سال پہلے اختیار کئے تھے نپولین نے بھی انہی طریقوں پر عمل کرنا چاہا تھا۔ اب ہٹلر بھی تقریباً انہی پر عمل کر رہا ہے اس سے انکار نہیں ہو سکتا کہ عصر حاضر میں جنگ کی نوعیت بہت کچھ بدل گئی ہے ـــ سکندر یونانی نے مقدونیہ سے چل کر ترکی، شام سے ہوتا ہوا مصر پر حملہ کیا تھا۔ اس کے بعد فلسطین، عراق اور ایران کو اپنے زیر اثر لاتے ہوئے ہندوستانی سرحد پر آ پہنچا ـــ نپولین مصر تک آ پہنچا تھا اور اس کا ارادہ بھی ہندوستان پر حملہ کرنے کا تھا۔ لیکن یورپ کے حالات بدل گئے اور روسی محاذ پر اس کو زبردست پسپائی ہوئی اور جنگ واٹرلو (۱۸۱۵ء) میں اس کی تمام امیدوں پر پانی پھر گیا اور وہیں اس کی خواہشات کا جنازہ نکلا۔ ان واقعات سے ہم اندازہ لگا سکتے ہیں کہ مشرق قریب کے مسائل کتنے اہم ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ چند دن کے اندر محوری افواج اپنی تمام تر کوششیں قفقاز کے محاذ میں صرف کریں گی اور ان کا مقصد قفقاز اور ایران پر سے ہوتے ہوئے ہندوستان پر حملہ کرنا ہے یہ بھی بعید از قیاس نہیں کہ ایران کے مرغزاروں میں ہندوستان کی قسمت کا فیصلہ ہو۔ یہی وجہ ہے کہ مشرق قریب کی سیاست پر قابو رکھنے کے لئے اتحادیوں نے جان توڑ کوششیں کی ہیں۔

پہلی جنگ عظیم سے قبل ترکوں کی سلطنت نہایت وسیع تھی چونکہ ترکی جرمنی کے ساتھ مل کر اتحادیوں کے خلاف صف آرا تھا شکست کے بعد اس وسیع سلطنت عثمانیہ کے حصے بخرے کئے گئے۔ اس کے علاوہ خود دیگر اسلامی ممالک آزادی کے خواہاں تھے وہ ترکوں کے زیر اثر رہنا پسند نہیں کرتے تھے۔ عراق، شام اور فلسطین میں بغاوتیں ہو رہی تھیں جو کہ نئے حالات تبدیل ہو جاتے تھے حقیقت میں مشرق قریب کی سیاست گذشتہ جنگ عظیم کے بعد سے پیچیدہ ہو گئی تھی انگریزوں نے اپنے اثرات بڑھانا شروع کیا۔ فرانس کو شام دیا گیا اور عراق اور فلسطین کو انگریزوں نے اپنے تحت رکھا۔ یہ علاقے بطور انتداب کے رکھے گئے۔ ان علاقوں کو صرف نام نہاد آزادی حاصل تھی۔ اس کے علاوہ انگریزوں نے مصر پر بھی اپنا اثر قائم کیا سنہ ۱۹۱۴ تک مصر ترکوں کے تحت تھا۔ اس کو انگریزوں نے ایک محفوظ (Protectorate) قرار دیا۔

فلسطین

فلسطین کا مسئلہ اب بھی کافی اہمیت رکھتا ہے۔ یہاں کے عربوں پر جو مظالم ڈھائے گئے اور جو ریشہ دوانیاں کی گئیں ان کو مسلمانان عالم فراموش نہیں کر سکتے گذشتہ جنگ میں یہودیوں نے اتحادیوں کی مالی امداد کی تھی۔ اس کے صلہ میں انگریزوں نے ان کو فلسطین دینے کا وعدہ کیا تھا۔ فلسطین کو یہودیوں کا وطن بنانے کی تجویز تھی۔ چنانچہ جنگ کے بعد دیگر ممالک سے یہودی فلسطین میں بسنے لگے۔ چونکہ یہ دنیا کی متمول قوم ہے اس کے اثرات بڑھنے لگے۔ انھوں نے بڑی بڑی زمینات خریدیں۔ ان حالات کو دیکھ کر عرب خائف ہو گئے۔ انہیں اب ڈر پیدا ہوا۔ چنانچہ عربوں نے اس طرز عمل کی شدت سے مخالفت کی اور بغاوتیں ہونے لگیں۔ ایک کمیشن برطانیہ کی طرف سے بیٹھا اور اس کے ذریعہ عربوں کے لیڈروں کو سمجھایا گیا۔ بعض لیڈر ان کے ہمنوا بھی ہو گئے لیکن اکثریت ایسے عربوں کی تھی جنھوں نے مخالفت کی۔ اس کمیشن نے فلسطین کو تین حصوں میں تقسیم کرنے کی تجویز کی۔ ساحلی علاقہ میں انگریزوں نے اپنا قبضہ رکھا جس میں یروشلم شامل ہے۔ زرخیز علاقہ یہودیوں کے تفویض کیا گیا۔ تیسرا حصہ جو زیادہ تر بنجر زمین پر مشتمل ہے عربوں کے حوالہ کیا گیا۔ اس تقسیم سے عرب بھی مطمئن نہیں ہیں۔ علامہ اقبال مرحوم فلسطینی عرب سے یوں مخاطب ہوتے ہیں۔

زمانہ اب بھی نہیں جس کے سوز سے فارغ
میں جانتا ہوں وہ آتش ترے وجود میں ہے
تری دوا نہ جنیوا میں ہے نہ لندن میں
فرنگ کی رگِ جاں پنجۂ یہود میں ہے

عراق

عراق کو موصل کے تیل کے چشمے اور ہوائی مراکز کی بدولت اہمیت حاصل ہے۔ جنگ عظیم کے بعد برطانیہ نے عراق پر اپنا اثر قائم کیا لیکن وہاں کے باشندے آزادی کے خواہاں تھے۔ بالآخر سنہ ۱۹۳۲ میں عراق کو آزادی عطا کی گئی۔ عراق کی فوج کا بڑا عنصر انگریزوں پر مشتمل تھا۔ اور دوسرے حبانیہ بغداد کے قریب دجلہ پر ایک ہوائی مرکز قائم کیا گیا۔ عراق کو شریف مکہ کے لڑکے کے حوالہ کیا گیا۔ یہاں جمہوری طرز حکومت قائم ہوئی۔ انتخابات میں انگریزوں کا کافی اثر تھا۔ عراق کے آزادی پسند باشندے اس کو ناپسند کرتے تھے۔ سنہ ۱۹۴۱ میں راشد علی کی حکومت برسر اقتدار آئی۔ راشد علی انگریزوں کے خلاف تھے۔ جب انگریزوں نے حالات کا جائزہ لیا۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ کریٹ پر جرمنی کا قبضہ ہو چکا تھا۔ برطانیہ کو خدشہ لاحق ہوا کہ کہیں جرمن افواج عراق پر قبضہ نہ جما لیں۔ اس کے علاوہ راشد علی محوریوں کی مدد کرتا تھا۔ چنانچہ ان حالات کا نتیجہ بالآخر یہ ہوا کہ عراق پر برطانیہ کا قبضہ ہو گیا اور وہاں کی حکومت اس وقت برطانیہ کے زیر اثر ہے۔

شام۔ جنگ عظیم کے بعد شام کو فرانس کے حوالہ کیا گیا تھا۔ فرانس کی قسمت کا فیصلہ ہونے کے بعد شام کے مسائل جاذب نظر بنے یہاں کا گورنر ڈارلن محوریوں سے ساز باز کر رہا تھا۔ انگریزوں کو خدشہ لاحق ہوا۔ انگریزوں نے فرانسیسیوں سے یہ مطالبہ کیا کہ وہ جنگ کے ختم ہونے تک شام کو حوالہ کر دیں۔ فرانسیسیوں نے انکار کر دیا۔ تقریباً دو ماہ کی لڑائی کے بعد فرانسیسیوں کو شکست ہوئی اور شام پر انگریزوں کا تسلط قائم ہو گیا۔

مشرق قریب کی سیاست سے ہندوستان کی قسمت بہت بڑی حد تک وابستہ ہے۔ چنانچہ ان خطرات کو ملحوظ رکھتے ہوئے انگریزوں نے شام، عراق اور فلسطین پر اپنا اقتدار قائم کیا۔

مشرق قریب کی سیاست میں ترکی، ایران اور مصر کو بھی دخل حاصل ہے۔ ترکی کی حیثیت اس وقت تک غیر جانبدارانہ کی ہے۔

مصر

جنگ عظیم کے بعد مصر کو محفوظ قرار دیا گیا۔ سنہ ۱۹۲۳ میں مصر کو آزادی عطا کی گئی مگر نہر سویز پر انگریزوں نے اپنا تصرف رکھا۔ وزیر اعظم مصطفیٰ نحاس پاشا نے لندن جا کر گفت و شنید کی اور مصر کی آزادی تسلیم کروائی۔ معاہدہ کی رو سے برطانیہ مصر میں چار ہوائی اڈے اور دس ہزار انگریزی فوج رکھ سکتا ہے۔ اسکندریہ اور بندرگاہ سعید کو بحری مرکز کے طور پر استعمال کرنے کی اجازت انگریزوں کو دی گئی۔ اس کے ساتھ ساتھ برطانیہ کو یہ بھی حق دیا گیا کہ زمانہ جنگ وہ اپنی فوجیں مصر سے گزار سکے گا۔ مصر اب تک بھی غیر جانبدار ہے۔ مشرق قریب میں مصر کی بہت اہمیت ہے۔ یاد ہوگا کہ اگلے زمانہ میں جب نپولین مصر تک آ پہنچا تھا تو ہندوستان کو زبردست خدشہ لاحق ہوا تھا۔

ایران

ایران کی سیاسی اہمیت ہندوستان کے اعتبار سے بڑھتی ہے۔ موجودہ جنگ کے شروع ہو جانے کے بعد محوری قوتوں نے ایران میں اپنا جال پھیلانا شروع کیا۔ حکومت برطانیہ کب خاموش بیٹھنے والی تھی۔ اتحادیوں نے حکومت ایران کو اس کی بابت تنبیہ کیا لیکن حکومت ایران خاموش رہی۔ ان خطرات کو محسوس کرتے ہوئے حکومت برطانیہ نے ایران پر تسلط قائم کر لیا۔ رضا شاہ پہلوی کو اپنے نوجوان لڑکے شاہ محمد رضا کے حق میں تخت سے دستبردار ہونا پڑا۔ اس طرح سے اتحادیوں نے مشرق قریب کی سیاست پر قابو پایا۔

پریس نوٹ

بعض حلقوں میں یہ غلط خیال پیدا ہو چکا ہے کہ جن طلبہ کے متعلق یہ اطلاع وصول ہو کہ وہ اسیران جنگ ہیں تو سمجھا جاتا ہے کہ وہ ہلاک ہو گئے۔ یہ سراسر غلط تصور ہے۔ متعلقہ خاندانوں کے افراد مطمئن رہیں کہ جن اشخاص کے بارے میں اسیر جنگ ہونے کی اطلاع وصول ہوئی ہے وہ محفوظ اور سلامت ہیں۔ الا یہ کہ اس کے خلاف انہیں کوئی اطلاع ملی ہو۔

حیدرآباد کے ہندو اور مسلمانوں کے مفاد متحد ہیں

(تقریر جناب راجہ چھوٹے لال صاحب جو نشرگاہ اورنگ آباد سے نشر ہوئی)

گزشتہ چند سال سے برطانوی ہند کی تقلید میں ہماری ریاست میں بھی ہندو مسلم اختلافات کا تذکرہ عام ہو رہا ہے۔ آج کی گفتگو میں یہ ثابت کرنے کی کوشش کروں گا کہ کم از کم حیدرآباد کی حد تک ان اختلافات کا ذکر بے محل اور غیر ضروری ہے کیونکہ یہ نام نہاد اختلافات حقیقی نہیں بلکہ محض چند دماغوں کی پیداوار ہیں۔

برطانوی ہند کی حد تک یہ سوال جائز ہے کہ جب برطانوی حکومت ہندوستان کو نوآبادیاتی درجہ عطا کر دے تو اس صورت میں ملک کا سیاسی اقتدار کس گروہ یا جماعت کے ہاتھ میں دیا جائے۔ اس سوال نے ہندو مسلم مسئلہ کو اس کی موجودہ مہیب شکل دے دی ہے۔ دیگر ممالک میں گروہوں اور جماعتوں کی تقسیم خالص معاشی اور سیاسی بنیادوں پر ہوا کرتی ہے۔ لیکن ہندوستان میں سیاسی پارٹی بندی عوام کی جہالت کی وجہ سے مذہبی بنیادوں پر ہوتی ہے۔ مختلف فیہ مسئلہ کو نہ ہندو مذہب سے کوئی تعلق ہے اور نہ مذہب اسلام سے۔ لیکن اس کے باوجود پارٹی بندی مذہبی بنیادوں پر ہے۔ اس کی وجہ جیسا کہ میں نے ابھی کہا ہے عوام کی ناواقفیت اور ہر دو جماعتوں کے لیڈروں کی ناعاقبت اندیشی ہے۔ غرض موجودہ صورت یہ ایک افسوسناک واقعہ ہے کہ برطانوی ہند کا خالص سیاسی اور معاشی مسئلہ مذہبی رنگ اختیار کر چکا ہے اور یہ صورت حال اس وقت تک قائم رہے گی جب تک عوام میں سیاسی شعور پیدا نہ ہو جائے۔ اور وہ اپنے لیڈروں کی بلند آہنگیوں کو سیاسی اور معاشی حقائق کی کسوٹی پر کسنے اور جانچنے کی صلاحیت پیدا نہ کریں۔ مجھے یقین ہے کہ وہ زمانہ آنے لگا ہے جب نام نہاد ہندو مسلم اختلافات اپنا اصلی سیاسی اور معاشی رنگ اختیار کریں گے اور کشمکش یہ ہوا کرے گی کہ آیا حکومت کی باگ ڈور مزدوروں اور کاشتکاروں کے ہاتھ میں رہے یا سرمایہ داروں کے ہاتھ میں۔ مزدوروں اور کاشتکاروں کی پارٹی میں ہندو اور مسلم عوام ہوں گے اور سرمایہ داروں کی پارٹی میں ہندو مسلم سرمایہ دار، زمیندار، جاگیردار وغیرہ۔ مختصر یہ کہ آئندہ کشمکش ناداروں اور زرداروں کے درمیان ہوگی اور کوئی لیڈر مذہب کی دہائی دے کر اس خالص معاشی کشمکش کو مذہبی رنگ دے کر ٹال نہ سکے گا۔ میری دانست میں اس وقت کوئی ایسی پارٹی پیدا ہوگی جو سرمایہ داروں اور ناداروں کے درمیان سمجھوتے کی صورت پیدا کرے اور ایسی ہی پارٹی کا راج مستحکم ہوگا۔

میری اس گفتگو سے یہ بات تو آپ پر واضح ہو گئی ہوگی کہ برطانوی ہند کی موجودہ فرقہ وارانہ کشمکش غیر حقیقی بنیادوں پر قائم ہے۔ اصل مسئلہ حقیقی ہے اور وہ مسئلہ ہے تقسیم اقتدار کا۔ لیکن یہ صحیح نہیں ہے کہ اقتدار کی تقسیم مذہبی بنیادوں پر ہوا کرتی ہے۔ کیونکہ حکومت کے پالیسی اور اس کے اصول خالص سیاسی اور معاشی ہوا کرتے ہیں جنہیں عوام کے مذہبی اختلافات سے کوئی سروکار نہیں ہوا کرتا۔ اس اعتبار سے وہ دن دور نہیں کہ جب ہندوستانی عوام مذہب کی عینک اتار کر ملکی مسائل کو ان کے اصلی سیاسی اور معاشی رنگ میں دیکھنے کے عادی ہو جائیں گے۔

اب میں اپنے اصل موضوع کی طرف رجوع ہوتا ہوں۔ میری گفتگو کا موضوع یہ ہے کہ حیدرآباد میں ہندوؤں اور مسلمانوں کے مفادات متحد ہیں۔ ابتدا ہی میں میں نے بیان کر دیا ہے کہ حیدرآباد میں ہندو مسلم اختلافات کا ذکر محض برطانوی ہند کی تقلید میں کیا جانے لگا ہے۔ میں نے ابھی ابھی یہ بھی بتلا دیا ہے کہ برطانوی ہند میں جو اختلافات موجود ہیں وہ مذہبی نہیں بلکہ خالص سیاسی اور معاشی ہیں۔ جب برطانوی ہند کے اختلافات کو مذاہب سے کوئی تعلق نہ ہو تو حیدرآباد کے نام نہاد اختلافات کا جو برطانوی ہند کی تقلید میں پیدا کئے گئے ہیں، مذہب سے کیا تعلق ہو سکتا ہے؟ جب اصل ہی میں کوئی اصلیت نہیں تو نقل میں اصلیت کہاں سے آ سکتی ہے۔ اس اعتبار سے حیدرآباد میں ہندو مسلم اختلافات کا ذکر محض بے معنی ہے۔

اس کے علاوہ دوسری اہم بات یہ ہے کہ برطانوی ہند میں تقسیم اقتدار کا جھگڑا اس لئے پیدا ہوا کہ ارباب برطانیہ نے حکومت ہند سے دستبرداری کا عزم کر لیا ہے۔ چنانچہ وائسرائے بہادر کے اعلان میں، مسٹر اسٹیفورڈ کرپس کی تجاویز میں اور مسٹر چرچل کی حالیہ تقریر میں یہ بات ظاہر ہے کہ ختم جنگ پر حکومت برطانیہ عنان حکومت اہل ہند کے سپرد کر دے گی۔ اس صاف اور صریح اعلان نے اس مسئلہ میں جان ڈال دی کہ برطانوی حکومت کی جانشینی کا فخر کس کو حاصل ہو لیکن حیدرآباد یا کسی دیسی ریاست میں اقتدار کی تقسیم یا منتقلی کا سوال پیدا ہی نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ حیدرآباد میں اقتدار کا مرکز حضور پرنور کی ذات ہے۔ اور کسی حیدرآبادی کے دل میں یہ خیال تک بھی نہیں گزر سکتا کہ اقتدار ذات شاہانہ میں مرکوز نہ رہے۔ برطانوی ہند میں ایک غیر ہندوستانی قوم کی حکومت قائم تھی۔ اس قوم نے خود یہ فیصلہ کیا ہے کہ وہ خود ہندوستانیوں کو ان کے ملک کی حکومت سپرد کر دے گی۔ وہاں تقسیم اقتدار کا سوال پیدا ہو سکتا ہے۔ لیکن اللہ کے فضل سے حیدرآباد میں اپنوں ہی کی حکومت ہے اور اپنوں میں نہ دستبرداری کا سوال پیدا ہو سکتا ہے اور نہ تقسیم اقتدار کا۔ پس آپ نے دیکھ لیا کہ حیدرآباد میں وہ اسباب ہی پیدا نہیں ہو سکتے جو برطانوی ہند میں حصول اقتدار کے لئے رسہ کشی کا باعث بنے۔ اس اعتبار سے بھی حیدرآباد میں ہندو مسلم اختلافات کا ذکر بے معنی ہے۔

اس کے علاوہ اور بھی شہادتیں موجود ہیں جو میرے دعوے کی صحت پر دلالت کرتی ہیں۔ کاشتکاروں کے مسائل کو لیجئے۔ کاشتکار خواہ ہندو یا مسلمان ان کے مطالبات متفق و متحد ہوں گے۔ یہی حال مزدوروں کا ہے اور یہی حال جاگیرداروں کا ہے۔ چنانچہ آپ سب واقف ہیں کہ مجلس جاگیرداران میں ہندو جاگیردار بھی شریک ہیں اور مسلم جاگیردار بھی۔ اور دونوں کی آواز ایک ہے۔

حیدرآباد میں ہندوؤں اور مسلمانوں کے درمیان اختلافات اس صورت میں پیدا ہوتے کہ کاشتکار مسلمان ہوتے اور زمیندار یا ساہوکار ہندو ہوتے اگر ساہوکار یا زمیندار مسلمان ہوتے اور کاشتکار ہندو ہوتے تو اس صورت میں بھی زبردست اختلافات پیدا ہو سکتے تھے۔ لیکن حیدرآباد کی صورت حال یہ ہے کہ کاشتکار بھی ہندو ہیں اور ساہوکار و زمیندار بھی ہندو ہیں۔ پس ہندو مسلم اختلافات کا سوال پیدا کیسے ہو سکتا ہے۔ یہی حال مزدوروں اور کارخانہ داروں کا ہے۔ کارخانہ دار بھی ہندو ہیں اور مزدور بھی ہندو۔ یہاں بھی ہندو مسلم اختلافات کا سوال پیدا نہیں ہو سکتا۔ الغرض جھگڑے کے جو دو بڑے سبب آج کل کی دنیا میں عام ہیں وہ حیدرآباد میں ہندو مسلم اختلافات کی بنیاد نہیں بن سکتے۔ اب رہا تیسرا اہم سبب یعنی سیاسی اختلافات کا باعث بن سکتا ہے یعنی سیاسی اقتدار کا حصول و استعمال۔ جیسا کہ میں نے اوپر بتلایا ہے کہ یہ مسئلہ بھی حیدرآباد میں نہیں اٹھتا ہے۔ مرکز اقتدار ذات شاہانہ ہے اور حضور پرنور نے جس کسی میں اہلیت و صلاحیت دیکھی اسے کار پردازان سلطنت کے زمرہ میں شامل فرما لیا اور اس امر کی تحقیق نہ کی کہ اس کا مذہب کیا ہے۔ چنانچہ دور آصفی میں متعدد وزراء ہندو رہے اور اکثر اعلیٰ عہدوں پر ہندوؤں یا مسلمانوں کا یکساں تقرر ہوتا آیا ہے۔

یہ تو اس وقت کا ذکر تھا کہ جب ملازمین سرکار سب کچھ ہوا کرتے۔ لیکن اب اعلان اصلاحات کے بعد سے یہ صورت بھی باقی نہیں رہی۔ حضور پرنور نے نظم و نسق میں اصلاح کی خاطر ایک مجلس مقننہ کی منظوری عطا فرمائی ہے جس میں رعایا کے ہر طبقے کے افراد شریک ہوں گے اور جس میں ہندو اور مسلمان بھی برابر کے شریک ہوں گے۔ مجلس مقننہ کے علاوہ ہر صدر المہام کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ اپنی مجلس مشاورت کے مشوروں پر کان دھریں اور مجلس مشاورت میں بھی ہندو اور مسلمان برابر کے شریک کئے گئے۔

الغرض حیدرآباد نے اپنی سیاست کی بنا ایسے منصفانہ اور مساویانہ اصول پر رکھی ہے کہ یہاں تقسیم اقتدار کے نام سے ہندو مسلم اختلافات کا پیدا ہونا ناممکن ہو گیا ہے۔ کاش! ہندوستان بھی حیدرآباد کی تقلید میں اپنے سیاسی مسئلہ کو یوں ہی حل کرے تو ملک کی ترقی میں کوئی رکاوٹ باقی نہ رہے۔

سیاسی نمک پارے

از

کشاف

نئی دہلی کی اطلاع ہے کہ ان گیارہ گدھوں کے مقدمہ کا فیصلہ کیا گیا جن کی ٹوپیوں پر اگزیکیٹو کونسل کے گیارہ ہندوستانی اراکین میں سے ہر ایک کا نام کندہ تھا۔ یہ گدھے ایک جلوس کی صورت میں دہلی کی سڑکوں پر پھرائے گئے۔ ایک آدمی نے جس کا نام شیو کمار تھا اپنے سینہ پر ایک چھوٹا فیتہ لگائے ہوئے جس پر سکریٹری کا نام تھا جلوس کی قیادت کی۔ اس کو چھ ماہ کی سزا دی گئی کیونکہ اس نے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کے حکم کی خلاف ورزی کی جس میں دس سے زیادہ اشخاص کو اجازت نہ تھی کہ جلوس نکالیں۔ ایک اور شخص کو اسی قسم کی سزا دی گئی۔

مقدمہ کے دوران میں گدھوں کو عدالت میں لایا گیا جنہیں چند ہفتوں تک حراست میں رکھا گیا تھا۔ ان گدھوں کو ان کے مالک کے حوالے کیا گیا جس نے کہا کہ وہ اس حقیقت سے ناواقف تھا کہ گدھوں کو حکومت ہند کے ارکان کی نمائندگی کے لئے بہ شکل جلوس استعمال کیا جائے گا۔

متذکرۂ بالا فیصلہ پر چیف پریزیڈنسی مجسٹریٹ نے وضاحت کے طور پر کہا کہ میں اس مقدمہ میں کسی قسم کے حقیقی حالات نہیں پاتا۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ منشاء اگزیکیٹو کونسل کے ارکان کا مضحکہ اڑانا تھا اور ان کی تذلیل کرنا تھا۔

(اسوسی ایٹیڈ پریس)

اس واقعہ سے ثابت ہوتا ہے کہ سیاسیات میں گدھوں کی مداخلت قانون کی زد سے محفوظ ہے۔

نشرگاہ دہلی سے عید الفطر کے موقع پر خواتین کا ایک مشاعرہ نشر کیا گیا تھا۔ ایک خاتون کی غزل کا شعر تھا۔

جونہی گردن جھکائی دیکھ لیا
دل کے آئینہ میں سدا تم ہو

ایک قدیم شاعر نے کہا تھا۔

دل کے آئینہ میں ہے تصویر یار
جب ذرا گردن جھکائی دیکھ لی

اس کو تصرف نہیں بلکہ اصطلاح میں توارد کہتے ہیں۔ ایک اور خاتون نے فرمایا ہے

مری زندگی ہے مسلسل جمود
نہ ہوں ایک ہنگامۂ ہست و بود

جمود اور ہنگامہ ؟ آج ہماری سمجھ میں آیا کہ صنعت تضاد کس چیز کو کہتے ہیں۔ ریڈیو پر مشاعرہ سننے والوں کا خیال ہے کہ ایک خاتون کا حسب ذیل شعر حاصل مشاعرہ تھا ۔

پیٹ بھر کر جو پھول کھاتے ہیں
چھوٹ دل کی بھول جاتے ہیں

ٹائمز آف انڈیا کا نامہ نگار خصوصی لکھتا ہے کہ "بمبئی میں محکمہ زراعت کے اعلیٰ عہدہ داروں سے لے کر ادنیٰ درجہ کے ملازمین تک "زیادہ اناج اگاؤ" کی مہم کو کامیاب بنانے میں رات دن مصروف ہیں۔ ہزاروں اشتہار اور رسالے شائع کئے گئے اور ہر دار عین میں مفت تقسیم کرائے گئے جن میں میوہ، ترکاری، جوار، باجرہ، اور گیہوں اگانے کے متعلق ہدایات ہیں۔ تقاوی کی رقم اور تخم تقسیم کئے جا رہے ہیں۔ اس طرح محکمہ زراعت اس مہم کو کامیاب بنانے میں سرگرم حصہ لے رہا ہے"

لیکن ہمارے ملک میں اس قدر سرگرمی کی ضرورت نہیں کیونکہ یہاں کی آب و ہوا زیادہ اناج اگاؤ کی مہم کے لئے اس قدر سازگار ہے کہ تخم کے زمین میں پہونچنے سے پہلے پودے نکل آتے ہیں۔

مسٹر جیارو بن راؤ دیسائی سابق صدر کرناٹک کانگریس و سابق رکن مجلس دفاع مسٹر کاشی ناتھ راؤ دیدیہ سابق رکن مجلس دفاع کے ساتھ رائچور روانہ ہوئے اور بعض واقعات کی تحقیقات کے بعد بیدہ واپس آئے۔ (ایک خبر)

کیا سابق اراکین مجلس دفاع رائچور میں کوئی دوسرا محاذ تو تیار نہیں کر رہے ہیں؟

مجلس نگرانی نرخ اشیاء حیدرآباد اور اضلاع کی مجلس نگرانی کی ایک کانفرنس صدر المہام بیادرمال کی صدارت میں بمقام نظام کالج منعقد ہوگی جس میں عہدہ دار صاحبان اول تعلقداران، اور اراکین مجلس نگرانی اشیاء حیدرآباد و اضلاع اس کانفرنس میں شریک ہوں گے۔ (اسوسی ایٹیڈ پریس)

جب تک مولوی مقصود احمد خان صاحب رکن بلدہ و رکن مجلس نگرانی قیمت اشیاء کوئی صحافتی بیان شائع نہ کریں اس کانفرنس کی کامیابی کی کوئی توقع نہیں۔

ہز ہائینس مہاراجہ نانگر نے "سٹیٹسمن ایکسپریس" کے نمائندے مسٹر جارج جملا کو بمبئی میں ایک صحافتی ملاقات کے دوران میں کہا کہ

"کانگریس پر ابھی تک مسٹر گاندھی کا تسلط ہے۔ جب تک مسٹر گاندھی زندہ ہیں وہ غیر سرکاری لیڈر رہیں گے۔ ہندوستانیوں کی نفسیات سے مسٹر گاندھی سب سے زیادہ واقف ہیں ہم عجیب و غریب لوگ ہیں۔ اگر کوئی شخص ہم سے دولت اور اقتدار مانگے تو ہم اس کے دینے سے انکار کریں گے لیکن اگر وہ مسٹر گاندھی کی طرح بظاہر دنیاوی چیزوں کو ترک کر دے تو اپنا سب کچھ اس کو دیدیتے ہیں"

واقعہ بھی یہ ہے کہ گاندھی جی دنیا کی سب چیزیں ترک کر کے صرف ہندوستان کا اقتدار مانگ رہے ہیں لیکن وہ یہ سمجھنے سے قاصر ہیں کہ ہندوستان تین جماعتوں کی کھیتی ہے ——— ہندو مسلمان اور ریاستیں۔ ان میں سے دو جماعتیں ایسی ہیں جو سب کچھ دینے تیار ہیں بجز اقتدار کے ——— گاندھی جی کی نفسیات دانی کارگر ہوتی نظر نہیں آتی۔

معاصر "ریعت" میں ایک مراسلہ شائع ہوا ہے جس میں مراسلہ نگار نے معاصر موصوف کو مخاطب کر کے تحریر کیا ہے کہ،

"آپ کا موقر جریدہ پہلے بھی پڑھتا تھا اور اب بھی پڑھتا ہوں مگر فرق صرف اس قدر ہے کہ پہلے پرچہ کھولتے ہی آنکھیں اداریہ ریل کی متلاشی رہتی تھیں اب میناکے اشتہارات کی۔ اسے آپ کی مجبوری کہئے یا ہماری حق تلفی۔ اداریہ کی جگہ سرا پاتا ہوں"

اگر اداریہ کی جگہ سرا ہوتی تو ہم کو آپ کا مراسلہ پڑھنے کا موقع کہاں ملتا۔ دو چار مراسلے اسی طرح شائع ہو جائیں تو جیرا داروں کا سلسلہ بھی شروع ہو جائے گا۔

قرضہ تقاوی کی منظوری

حیدرآباد۔ ۱۵ آذر۔ سمجھا جاتا ہے کہ حکومت سرکار عالی نے مبلغ (۲۰۰۰۰۰۰) روپیہ کے قرضہ تقاوی کی منظوری دی ہے جس کی غرض ضلع محبوب نگر میں ونڈی زراعتی تجویز کے ضمن میں خشک زمینات کو قابل کاشت بنانا اور دوسری ترقیات کو آگے بڑھانا ہے۔ اس رقم میں سے مبلغ (۱۱۰۰۰۰) روپیہ کسانوں میں تقسیم کئے جائیں گے تاکہ وہ کھیتوں کی تیاری اور زمین کو قابل کاشت بنا سکیں۔ باقی رقم بطور قرض دی جائے گی جس سے بہتر زراعتی آلات اور عمدہ قسم کے بیج فراہم کئے جائیں گے۔ یہ قرضہ جات دس آسان اقساط میں وصول ہوں گے۔

وہاں کے سلسلہ میں مزید رعایتوں سے کسانوں کی مدد کی گئی ہے۔ فصل آبی اور باغات کے لئے واجبات کی شرح پہلے سال خشک واجبات کی ہوگی اور سال دوم سوم اور چہارم کے لئے علی الترتیب ½، ¼ اور ⅛ حصہ آبی کے شامل رہے گی۔ پانچویں سال سے سال دوم کے لئے آبی واجبات کی پوری شرح اور دوسرے سال کے واسطے آدھی واجبات کی نصف شرح لی جائے گی جس کے بعد تیسرے اور سالہائے مابعد پوری آبی محاصل وصول کئے جائیں گے۔

امن سوزی ہندوستان کے لئے مفید نہیں

مسٹر راجگوپال چاری کی تقریر

کلکتہ میں ایک تقریر کے دوران میں مسٹر راج گوپال چاری نے کہا کہ تشدد کے ذریعہ ہندوستان اپنے مقصد سے قریب نہیں آسکتا اور اس کا مستقبل خوش آئند نہیں ہو سکتا۔ ہر نقطۂ نظر سے تشدد ایک خطرناک چیز ہے۔ آپ پوچھ سکتے ہیں کہ اس کے سوا ہم اور کیا کر سکتے ہیں۔ میرا جواب ہے کہ کچھ اور نہیں کر سکتے تو ہمیں خاموش رہنا چاہئے۔ ہمیں کوئی ناجائز کام نہیں کرنا چاہئے۔ یہ میری رائے ہے اور اس رائے میں کوئی ابہام نہیں ہے۔"

مسٹر راجگوپال چاری نے تقریر جاری رکھتے ہوئے کہا کہ موجودہ سرگرمیوں پر نکتہ چینی کرنا یا اس متعلق پروگرام پر تنقید کرنا جو حصول آزادی کے لئے چلایا جا رہا ہے ہوتے مخالفت جتانا ہے لیکن انہیں یقین ہے کہ ان سرگرمیوں سے یا اقدام سے کوئی فائدہ نہ ہوگا۔ مسٹر راجگوپال چاری نے کہا کہ ان کی یہ رائے اس ایقان پر مبنی ہے جو وہ ہندوستان کے مستقبل کی نسبت رکھتے ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ اور مجھے اپنی جانب میں کوئی شک نہیں ہے کہ اس جنگ کے اختتام پر ہمیں برطانیہ ایک محکوم قوم کی حیثیت سے نہیں رکھ سکتا۔ اس بات کو برطانیہ پر بھروسہ کرنے کے سوال سے خلط ملط کیا جاتا ہے۔ برطانیہ بھروسہ کرنے کے قابل ہو یا نہ ہو ہم آزاد ہو جائیں گے۔ اس کے متعلق مجھے کوئی شک نہیں۔ چاہے برطانیہ آزادی خوشی سے دے یا بادل ناخواستہ اس سے کوئی فرق پیدا نہیں ہوتا۔ جنگ کے اختتام پر مجھے یقین ہے کہ ہندوستان آزاد ہو جائے گا اور برطانیہ کے تحت ایک محکوم قوم کی حیثیت سے نہیں رہے گا خواہ برطانیہ عظمیٰ پر ایسے لوگ حکمران رہیں جو ہندوستان کو آزادی دینا نہ چاہتے ہوں خواہ برطانیہ ابھی تک ان تصورات کا علمبردار رہے۔

مسٹر راجگوپال چاری نے کہا کہ جنگ زیادہ دن تک نہیں چلے گی۔ ہم ہندوستان کی آزادی کے لئے ایک طویل عرصہ تک انتظار کرتے رہے ہیں۔ کیا ہم مزید دو سال اور انتظار نہیں کر سکتے اور کیا اس اثنا میں ان افعال سے احتراز نہیں کر سکتے جو ہمارے نصب العین کے لئے مضرت رساں ہوں۔ جنگ سے ہم دوچار ہیں۔ یہ جنگ پانی اور زمین پر چل رہی ہے۔ یہ ہم سے اس قدر قریب ہو گئی ہے کہ ہم گویا جنگ میں گھرے ہوئے ہیں۔ اگر ہم آزادی چاہتے ہیں تو کیا یہ مناسب ہے کہ ہم جنگ یا جاپان ... مزید سو سال تک آزادی کا انتظار کرتے۔ میں اگر ہم اپنا ملک کھو دیں گے اور جاپانیوں کے ہاتھ میں پھنس جائیں گے تو ہمیں یقیناً ایک سو سال تک اپنی آزادی کا انتظار کرنا پڑے گا۔ میں جاپان کو مسلط ہونے کا موقع دینا نہیں چاہتا۔ جو لوگ آج کل ہندوستان میں ... کر رہے ہیں وہ جاپان کو دعوت دے رہے ہیں ... جاپان بھی یہی چاہتا ہے وہ وہ کر رہے ہیں۔ ...

اس تخریبی کام سے کوئی فائدہ نہیں۔

تقریر جاری رکھتے ہوئے مسٹر راجگوپال چاری نے کہا کہ ہمیں برطانیہ اور اقوام متحدہ کے ساتھ ہو جانا چاہئے کیونکہ یہ ایسی تہذیب اور تمدن کی نمائندگی کرتے ہیں جو دول محور کی تہذیب سے بہتر ہے۔ سارے کانگریسیوں نے بارہا تسلیم کیا ہے کہ دول محور کے مقابلہ میں برطانیہ اور اقوام متحدہ سے تعاون بہت بہتر ہے۔ ہمیں برطانیہ سے ناراض ہونے کی وجہ سے یہ نہ سمجھنا چاہئے کہ ہمیں دول محور کی نہیں بلکہ اقوام متحدہ کی مدد کرنی چاہئے۔ مجھے یقین ہے کہ متحدین جنگ جیت جائیں گے۔ اقوام متحدہ کے مقابلہ کے جرمنی کے وسائل جنگ اس کی عسکری تنظیم اس کا نظم و ضبط بہتر ہو سکتا ہے لیکن برطانیہ اور امریکہ کے وسائل دشمن سے زیادہ ہیں۔ ہندوستان کو دو برائیوں میں سے ایک کا انتخاب کرنا چاہئے۔ ہندوستانیوں کو کوئی ایسی حرکت نہ کرنی چاہئے جس سے دول محور کو اس وقت مدد مل سکے۔

کانگریس کے موقف کی وضاحت کرتے ہوئے مسٹر راجگوپال چاری نے کہا کہ کانگریس جنگ کی مخالفت کرنا چاہتی تھی اور مخالفت کی ذمہ داری میں شریک ہونا چاہتی تھی۔ اس کو یہ ذمہ داری نہیں دی گئی کیونکہ کچھ شبہات پیدا ہو گئے تھے۔ کانگریس اس لئے اقتدار چاہتی تھی کہ عوام اور حکومت کی فوجی مشین میں ایک ربط پیدا کرے اور عوام کی نفسیات کو بدل دے کیونکہ وہ اس وقت بے حس سے ہو گئے تھے۔ لیکن برطانیہ ہندوستانیوں کی نفسیات سمجھ نہ سکا اور کانگریس کا مطالبہ پورا نہ کر سکا۔ اگر برطانیہ اس مطالبہ کو پورا نہ بھی کرے تو ہندوستانیوں کو کوئی ناجائز کام نہ کرنا چاہئے۔

اس امر پر زور دیتے ہوئے کہ برطانیہ اور ہندوستان میں جو بے اعتمادی کی اسپرٹ پیدا ہو گئی ہے اس کو دور کرنا چاہئے مسٹر راجگوپال چاری نے کہا کہ "برطانیہ پر تھوڑی دیر کے لئے بھروسہ کر دو چاہے برطانیہ تم پر بھروسہ نہ کرے۔ ہمیں اپنے آپ کو محفوظ رکھنے کے لئے اس کی ضرورت ہے۔"

۴۔ چاول، گیہوں، جوار، دال ہر اقسام باجری اور دوسرے چھوٹے دانے والے اجناس، روغن گھاس، تمباکو کاغذ، سوت اور سیاری کپڑا۔

"مجالس نگرانی نرخ اشیاء کی کانفرنس"

نظام العمل

حیدرآباد۔ ۲۰ اکتوبر۔ مجالس نگرانی نرخ اشیاء کی جو کانفرنس ۲۷ اور ۲۸ اکتوبر کو روزانہ دن کے دس بجے نظام کلب میں ہونے والی ہے اس کا نظام العمل مرتب ہو چکا ہے۔ کانفرنس کا افتتاح کرتے ہوئے آنریبل ڈبلیو۔ وی۔ گرگسن صدر المہام مال اس کانفرنس کے لائحہ عمل اور طریقہ کار کی وضاحت کریں گے اور ان تدابیر پر روشنی ڈالیں گے جو مختلف اشیاء احتیاج پر نگرانی اور قابو رکھنے کے لئے اختیار کی گئی ہیں۔

مولوی عبد اللطیف صاحب رضوی مددگار محکمہ اعداد و شمار نگرانی نرخ اشیاء سے متعلق معاشی نقطہ نظر کی وضاحت کریں گے۔

اس تقریر کے بعد حسب ذیل مسائل پر مباحث ہوں گے۔

ٹ۔ اس وقت نگرانی نرخ اشیاء کے متعلق سرکار کی کیا پالیسی ہونی چاہئے۔

۲۔ نگرانی نرخ اشیاء کا انتظام جنگ کے دوران کی مدت ہی تک رکھا جائے یا جنگ کے بعد بھی جبکہ جدید تنظیم کے ایک تجربہ کی اہمیت برقرار رکھی جائے۔

۳۔ کونسی اشیاء نگرانی کے لئے موزوں ہیں (۳) ان قیمتوں پر بھی نگرانی رکھی جانی چاہئے جن پر کاشتکار رعیت پیداوار ساہوکار کے ہاتھ فروخت کرتے ہیں۔

ٹ۔ اشیاء خوردنی کو جبراً فروخت کرانے یا ان کو خرید لینے کے اختیارات کا استعمال کن حالات میں مناسب ہوگا۔

ٹ۔ کیا متعلقہ نگرانی اجناس خوردنی جن کے ذریعہ تھوک فروشوں پر حصول اجازت نامہ جات کا لزوم عائد ہوتا ہے اور اشیاء خوردنی کی بلا اجازت برآمد کا امتناع۔

ٹ۔ مختلف اشیاء احتیاج کی بعض جنس تک میں کمی اور بعض میں زیادتی ہو تو ان کی پورے ملک میں یکساں تقسیم کے لئے کیا طریقہ کار اختیار کیا جائے۔

ٹ۔ ضروری اشیاء احتیاج کے استعمال اور صرف میں زیادہ کفایت شعاری کی عادت اہل ملک کو ڈالنے کے لئے کیا طریقے اختیار کئے جا سکتے ہیں۔

ٹ۔ راشننگ کے موجودہ طریقوں میں اصلاح کس طرح کی جا سکتی ہے۔

ٹ۔ روزمرہ ضروریات زندگی کی قیمتوں میں اضافہ ہونے کی وجہ سے عوام کو جو زحمت پہنچتی ہے اس کا ایک حد تک ازالہ کرنے کے لئے زیر نگرانی سرکار غلہ کی ارزاں فروشی کی دوکانات کا قیام۔

ٹ۔ کیا ہاتھ سے کوٹ کر نکالے ہوئے چاول کے لئے پروپگنڈہ کیا جائے۔

ان امور کے علاوہ کانفرنس میں مختلف اشیاء کے متعلق خاص مباحث ہوں گے۔

ممالک محروسہ میں تنظیم دیہی

(بقیہ سلسلہ صفحہ (۱))

ایک فنڈ تنظیم دیہی کے واسطے بھی قائم کرے۔

ایک قرارداد کے ذریعہ مجلس نے تنظیم دیہی کی مجالس ضلع کو مشورہ دیا کہ وہ ہر ایک تعلقہ کے لئے اپنے لائحہ عمل میں چند ایسے موزوں مواضعات کو بھی شامل کریں جو مستحکم اور کامیاب مجلس تنظیم دیہی کے قریب واقع ہیں۔ اس جلسے نے صدر اعظم بہادر کی اس تجویز سے اتفاق کیا کہ مرکزی مجلس تنظیم دیہی کی ایک مجلس عاملہ تشکیل دی جائے جو تیرہ ارکان پر مشتمل ہو اور صدر المہام بہادر مال اس مجلس عاملہ کے صدر ہوں۔

شہزادی برار کا تشکر

مجلس مذکور کے جلسے کے آغاز میں ہز اکسلنسی صدر اعظم بہادر سے یہ درخواست کی گئی کہ ہر ہائنس شہزادی برار نے اپنی عنایت اور مہربانی سے مواضعات میں دائیوں کو تربیت دینے کے لئے عام چندے کے ذریعہ (۲۱۳۲۳۱) روپے کا سرمایہ جمع فرما کر جس دلچسپی اور ہمدردی کا اظہار فرمایا ہے اس کے لئے مرکزی مجلس کی جانب سے ہدیہ تشکر و تہنیت ہر ہائنس کی خدمت میں پہنچا دیں۔ اس ضمن میں مجلس مالیات کی رپورٹ پیش کرتے ہوئے معتمد صاحب نے یہ بتلایا کہ ہز اکسلنسی صدر اعظم بہادر کی اجازت سے کل رقم ناظم صاحب سررشتہ طبابت کے پاس منتقل کر دی گئی اور انہوں نے مطلع کیا ہے کہ ذیلی مجلس کی سفارشات کے بموجب رنگیلی اور نظام آباد میں تربیتی جماعتوں کا آغاز ہو چکا ہے۔ انہوں نے اس امر کی بھی صراحت کی کہ (۱۱۰۰۰) روپے دو مراکز کے لئے ضروری سامان فراہم کرنے پر صرف ہوں گے۔ اور باقی ماندہ رقم (۲۰۳) دایوں کے دس مجموعوں کو تربیت دینے کی تربیت دینے کے لئے استعمال کی جائے گی۔ دائیاں اگر مرکز سے متعلق اقامت خانوں میں رہیں گی تو ان کو دس دس روپے مشاہرہ دیا جائے گا۔ اور اگر کسی دوسری جگہ قیام کیا تو پانچ روپے ملیں گے۔ مجلس مذکور نے ذیلی مجلس کی یہ سفارش بھی منظور کر لی کہ ہز اکسلنسی صدر اعظم بہادر کی تجویز کے مطابق ہر ہائنس شہزادی برار کی جمع کردہ رقم کے مساوی رقم حکومت کی جانب سے بھی عطا کی جائے تاکہ دو مزید مراکز قائم کئے جا سکیں۔ نظام آباد میں ایک اقامت خانہ تعمیر کرنے کے لئے (۱۰۰۰۰) روپے کی مزید رقم تعمیرات دیوانی کی فہرست منظورہ رقم میں سے عطا کی جائے اور مجلس نے اس پر بھی اتفاق کیا کہ نئے مراکز میں سے ایک مرکز اورنگ آباد میں اور ایک ورنگل میں قائم کیا جائے۔ ناظم صاحب سررشتہ طبابت کو یہ ہدایت کی گئی کہ تربیت کے لئے داخلہ کرتے وقت دیہی تنظیم کے واسطے منتخب کردہ مواضعات میں رہنے والی دائیوں کو ترجیح دی جائے۔

صدر اعظم بہادر کا مشورہ

ہز اکسلنسی صدر اعظم بہادر نے اپنی تقریر ختم کرتے ہوئے پوشیدہ عہدہ داروں اور محکمہ جات کے صدور کو اس حقیقت کی جانب متوجہ فرمایا کہ ملک کی عام فلاح و بہبود کا انحصار کلیۃً مواضعات کی ترقی اور دیہی آبادی کی خوشحالی پر ہے اور ان کو مشورہ دیا کہ وہ حسب موقع کام کریں۔ اور دیہی باشندوں کی زندگی کو خوشحال اور مطمئن بنانے کے لئے ان کی ہر ممکن امداد کریں۔ صدر اعظم بہادر نے ان اشخاص کے طرز عمل پر بھی ناپسندیدگی فرمایا جو اس خیال سے خود اپنے آپ کو فریب دیتے ہیں کہ دیہی باشندے ترقی پسند خیالات سے متاثر ہونے کے قابل نہیں اور ان کی ذہانت کے اس اندازے کے مطابق ایک خوشحال اور مستحکم معاشرت قائم کرنے کی توقعات نقش بر آب ہیں۔ ہز اکسلنسی نے یہ نصیحت فرمائی کہ ابھی وقت ہے کہ دیہی علاقوں کو ترقی دینے کے لئے سب اپنے آپ کو دل سے وقف کر دیں اور تعمیری کاموں کے ذریعہ دیہی باشندوں کی اس طرح دستگیری کریں جو تحریک تنظیم دیہی سے مقصود ہے۔

کافی جوش و خروش نہیں

بحیثیت مجموعی بدوران سال زیر تبصرہ تحریک مذکور کو متعدد صورتوں میں وسعت ہوئی ہے۔ تاہم ترقی کی رفتار توقعات سے مقابلتہً کچھ کم تھی۔ اس تحریک کے تحت ترقی دینے کے لئے جو مواضعات منتخب کئے گئے ان کی تعداد (۱۲۰) سے بڑھ کر (۱۳۰) ہو گئی یہ تعداد (۱۰۰۰۰) خاندانوں پر مشتمل ہے حالانکہ گزشتہ سال خاندانوں کی تعداد (۳۵۰۰۰) تھی۔ جن خاندانوں نے ان مجالس میں شرکت کی ان کی تعداد سال گزشتہ کی تعداد (۱۱۰۰۰) کے مقابلہ میں (۱۵۰۰۰) تھی اور اراکین کی مجموعی تعداد گزشتہ سال کی تعداد (۲۲۰۰) کے مقابلہ میں اس سال (۵۰۵۰) تھی اس طرح ان مواضعات کے خاندانوں میں سے جو خاندان رکن بنے ان کی شرح فیصد (۳۱) سے اضافہ ہو کر (۳۳) ہو گئی لگے چلکر اس رپورٹ میں یہ واضح کیا گیا ہے کہ اس حقیقت کو پیش نظر رکھتے ہوئے کہ یہ تحریک صرف چار سال قبل شروع کی گئی تھی جو کچھ نتائج حاصل کئے گئے ہیں وہ معمولی نہیں لیکن یاد رکھنا چاہئے کہ ترقی کی رفتار بہت زیادہ جاذب توجہ نہیں اور اس سے ان لوگوں میں جوش و خروش کی کمی ظاہر ہوتی ہے جن سے یہ توقع کی جاتی ہے کہ وہ اس تحریک کو مواضعات میں تقویت دیں گے۔ اب ضرورت اس کی ہے کہ اس تحریک سے دلچسپی رکھنے والے کارکن عہدہ دار اور غیر سرکاری اشخاص پوری توجہ کریں اور منتخب کردہ مواضعات میں رہنے والے تمام خاندانوں کو مجالس تنظیم دیہی کا رکن بنانے کی جد و جہد شروع کرنے کے لئے اجتماعی کوششوں میں حصہ لیں۔ اس ضمن میں رپورٹ مذکور میں یہ ظاہر کیا گیا ہے کہ عادل آباد، ورنگل، رائچور، عثمان آباد اور اورنگ آباد کے سوا دوسرے تمام اضلاع میں ان مجالس کی تعداد و رکنیت میں اضافہ ہوا ہے لیکن منتخب کردہ مواضعات میں رہنے والے خاندانوں کی مجموعی تعداد سے اگر ان خاندانوں کی تعداد کا مقابلہ کیا جائے جو ان مجالس کے رکن بن گئے ہیں تو معلوم ہوگا کہ میدک، نلگنڈہ، نظام آباد اور اورنگ آباد و پربھنی کے سوا ان کی شرح (۵۰) فیصد سے کم ہے۔

تحصیل چندہ۔ اسی طرح بدوران سال جو مجموعی چندہ جمع کیا گیا اگرچہ کہ اس کی تعداد (۱۲۰۰۰) روپے سے اضافہ ہو کر (۱۲۱۰۰) روپے ہو گئی لیکن ورنگل، عادل آباد، محبوب نگر، عثمان آباد اور اورنگ آباد وغیرہ میں چندہ کی مقدار میں مقابلتہً اضافہ نہیں ہوا اور (۳۳) مجالس میں تو چندہ مطلق جمع نہ ہو سکا۔ درحقیقت (۱۲۰) مواضعات میں سے (۳۳) مواضعات مقامی طور سے چندے جمع نہیں کرتے چنانچہ رپورٹ میں اس امر پر زور دیا گیا ہے کہ ان علاقوں میں تعلقدار اور تحصیلدار اس جانب خصوصی توجہ کریں تاکہ باشندوں میں جوش و خروش پیدا ہو اور اپنے متعلقہ حلقوں میں اپنے موضع کے مشترکہ مفاد کے سرمایہ میں حصہ لیکر تحریک تنظیم دیہی کی عملی تائید کریں۔

مصارف اور امدادی رقم

تنظیم دیہی سے متعلق مختلف مدات کے تحت اس سال جو مجموعی مصارف ہوئے ان کی تعداد (۱۱۰۰۰) روپے ہے گزشتہ سال یہ تعداد (۱۰۴۰۰) روپے تھی اور اس سال (۱۰۰۰۰) روپے سنک میں رہے۔ یہ امر موجب اطمینان ہے کہ بدوران سال ایسی مجالس کی تعداد میں اضافہ ہوا جنہوں نے اپنے کو دیہی لوکل فنڈ سے امداد حاصل کرنے کا مستحق ثابت کیا۔ امسال ان مجالس کی تعداد (۵۳) تھی سال گذشتہ ان کی تعداد (۲۰) تھی اور ۱۳۵۳ف میں (۲۱) تھی۔ اختتام سال پر صورت حال میں مزید اضافہ ہوا چنانچہ موجودہ (۱۲۰) مجالس میں (۵۰) مجالس نے متعلقہ قواعد کے تحت امداد حاصل کرنے کا حق پیدا کر لیا تھا۔

بہتر کاروبار

بہتر کاروبار کی مجالس نے ۱۳۵۰ف میں جو نتائج مرتب ہوئے وہ بحیثیت مجموعی اطمینان بخش تھے۔ اور رپورٹ میں اس کا اظہار کیا گیا ہے کہ ایسے منتخب مواضعات کی تعداد جہاں قرضہ موجود ہیں (۹۲) سے اضافہ ہو کر (۱۰۹) ہو گئی اور اسی طرح ارکان کی تعداد میں بھی (۲۷۷۵) سے (۳۷۰۰) تک اضافہ ہوا مصارف سرمایہ میں کافی اضافہ ہوا۔ اور یہ سرمایہ (۵۵،۳۰۰) روپے سے (۸۹۹۰۰) روپے ہو گیا۔ اور ذاتی سرمایہ میں بھی (۱۳۴۴۹۹) روپے سے (۱۳۵۱۰۳) روپے تک اضافہ ہوا۔ اس سال کے دوران میں (۵۰) مجالس نے زرعی ضروریات کی تکمیل کے لئے اپنے اراکین کو (۵۵۰۰۰) روپے قرض دیئے۔ اور گزشتہ قرضوں کے ضمن میں (۲۰۰۰) روپے وصول کئے۔ رپورٹ میں اس کی بھی وضاحت کی گئی ہے کہ تقریباً ڈیڑھ کروڑ روپے مجالس قرضہ کے سرمایہ کا پچاس فیصد حصہ ان مواضعات نے کفایت شعاری پر عمل کر کے جمع کیا ہے جو تمام اراکین کا مشترکہ سرمایہ ہے۔ رپورٹ میں اس امر پر زور دیا گیا ہے کہ مواضعات کے باشندوں کو اس پر آمادہ کرنے کی ہر ممکن سعی کرنی چاہئے کہ صرف اپنی مجالس قرضہ سے قرضے حاصل کریں اور اس طرح ساتھ ہی خود اکتفائی کی جانب قدم بڑھائیں۔

غلے کے گودام

غلے کے گوداموں نے بدوران سال جو ترقی کی وہ اطمینان بخش ہے۔ ان کی تعداد (۹۰) سے اضافہ ہو کر (۹۵) ہو گئی اور اراکین کی تعداد میں بھی (۳۳۶۰) سے (۵۱۰۰) تک اضافہ ہوا ان گوداموں میں (۳۶۰۰)

سیر غلہ جمع تھا جس میں زیادہ مقدار جوار اور دھان کی تھی گزشتہ سال جمع شدہ غلہ کی مقدار (۱۱۰۰۰) سیر تھی۔ اس طرح (۴۰) فیصد اضافہ ہوا اس کا یہ ثبوت ہے کہ دیہی باشندے ان کے فائدہ سے واقف ہو گئے ہیں اس سال (۹۹۰۰) سیر غلہ قرض دیا گیا۔ گزشتہ سال یہ مقدار (۹۵۰۰) سیر تھی۔ ان اعداد کی اہمیت اس لحاظ سے اور بڑھ جاتی ہے کہ (۹۷) گوداموں میں سے (۲۲) گوداموں نے اس سال اپنا کام شروع نہیں کیا تھا۔

بہتر کاشتکاری

محکمہ کی سرگرمیوں کا یہ شعبہ کاشت کے لئے بہتر قسم کی بیج اور کھاد کی تقسیم، بہتر مویشیوں کے حصول، زرعی امراض سے نپٹنے، چارہ کشی، زراعت سے متعلق صنعتوں کی ترقی اور میوہ اور ترکاریوں کی کاشت پر مشتمل ہے۔ چنانچہ جن لوگوں کو اچھی قسم کے تخم زراعت دیئے گئے ہیں ان کی تعداد اس سال گزشتہ سال سے دوگنی تھی اور تقسیم کردہ تخم کی مقدار (۹۰) کھنڈی سے اضافہ ہو کر (۳۴۳) کھنڈی ہو گئی۔ اس سال کاشتکاروں کے لئے جو بہتر قسم کی کھاد فراہم کی گئی۔ اس میں بھی بہت اضافہ ہوا۔ چنانچہ اس کی مقدار (۹) کھنڈی تھی۔ کوڑا کرکٹ اور فضلے سے تیار کردہ مرتب کھاد سے زمین زرخیز بنانے میں بہتر کام لیا گیا اور یہ امر باعث اطمینان ہے کہ اس سال کے دوران میں کھاد جمع کرنے کے گڑھوں کی تعداد (۲۰۰۵) سے اضافہ ہو کر (۳۳۲۵) ہو گئی جن میں سے زیادہ تر گڑھے نظام آباد اور رائچور میں ہیں۔ مویشیوں کی اصلاح پر اس سال کافی توجہ نہیں ہوئی۔ مرکز علاج حیوانات کے کل (۲۵) سانڈ منتخب مواضعات میں رکھے گئے اور جفتیوں کی تعداد (۶۰۷) تھی۔ دوران سال (۲۰۰۰) مویشیوں کے ٹیکے لگائے گئے۔ اور اس طرح بیماریوں سے محفوظ کردہ مویشیوں کی تعداد (۵۰۰) ہو گئی۔ مویشیوں کی کل تعداد (۱۱۰۰۰) ہے۔

کنٹہ کی باؤلیات

کنٹہ کی باؤلیات کے ضمن میں رپورٹ مذکور میں یہ خیال ظاہر کیا گیا ہے کہ کاشتکار بہتر آبپاشی کے فوائد سے واقف ہیں اور اگر ان کے امکان میں ہو اور دیہی اراضی پر مناسب جگہ مل جائے تو وہاں باؤلی کھودنے کا موقعہ ہاتھ سے جانے نہیں دیتے۔ چنانچہ اس سال (۲۰۰۰۰) روپے کے مصارف سے (۵۴) کنٹے کھودے گئے۔ اس طرح ان کی مجموعی تعداد (۲۲۵۰) ہو گئی۔ کنٹوں کی سب سے زیادہ تعداد اضلاع اورنگ آباد، نظام آباد، کریم نگر، بیڑ اور عادل آباد کے مواضعات میں ہے۔ رائچور، محبوب نگر، بیدر اور ناندیڑ میں کنٹوں کی تعداد کم ہے اور اس امر کی ضرورت ہے کہ زر تقاوی دیکر حوصلہ افزائی کی جائے۔

دیہی مصنوعات

دیہی مصنوعات کی ترقی کے ضمن میں رپورٹ مذکور سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اس سال (۳۵۰۰۰) روپے قیمت کا کمبل زیادہ تر گلبرگہ اور عادل آباد میں تیار کر کے فروخت کیا گیا اور مرغبانی اور انڈے فروخت کر کے گلبرگہ اور کریم نگر کے دیہی باشندوں نے (۱۰۰۰۰) روپے مزید آمدنی حاصل کی۔

بہتر طرز زندگی

اس ضمن میں جو سرگرمیاں جاری رہیں ان میں دیہی سڑکوں کی تعمیر بھی شامل ہے جن پر (۱۰۰۰۰) روپے صرف ہوئے۔ (۱۰۲۵) استعمالی گڑھے کھودے گئے جن میں سے زیادہ تر نظام آباد، رائچور اور گلبرگہ میں ہیں گھروں کے لئے روشنی کے بہتر انتظام اور چیچک اور کالرا اور طاعون جیسی وباؤں کی روک تھام کی تدابیر پر توجہ کی گئی۔ وباؤں کا انسداد کرنے کے ضمن میں (۶۹۵۶) بچوں کے ٹیکے لگائے گئے۔ گزشتہ سال (۶۰۹۷) ٹیکے لگائے گئے تھے اور جن اشخاص کو دوسرے ٹیکے دیئے گئے ان کی تعداد (۲۰۶۹) سے اضافہ ہو کر (۳۷۳۲) ہو گئی۔ منتخب کردہ مواضعات میں مقامی طبی عہدہ داروں نے جن اشخاص کا علاج کیا ان کی تعداد میں بھی نمایاں اضافہ ہوا چنانچہ یہ تعداد (۱۵۹۵۰) سے اضافہ ہو کر (۳۰۴۹۰) ہو گئی۔ اس اضافہ کا سبب یہ ہے کہ مقامی طبی عہدہ داروں نے یہ اصول بنا لیا کہ وہ اس ضمن میں مرکزی بورڈ کی سفارش کے بموجب ہر مہینے منتخب کردہ مواضعات کا ایک یا دو مرتبہ دورہ کرتے رہیں۔

تعلیمی سہولتیں

(۱۹) مواضعات کے سوا تمام منتخب کردہ مواضعات میں لڑکوں کے لئے تحتانی مدارس قائم ہو گئے اور اس سال کے دوران میں (۶) مدارس کا اضافہ ہوا۔ دوران سال حکومت نے تمام امدادی اور لوکل فنڈ کے مدارس کو بھی اپنے تحت لے لیا جس کی وجہ سے سرکاری مدارس کی تعداد (۵۲) سے اضافہ ہو کر (۷۷) ہو گئی۔ تمام مدارس میں تعلیم پانے والے طلباء کی تعداد (۵۹۶۳) سے اضافہ ہو کر (۶۹۳۰) ہو گئی اور اساتذہ کی تعداد میں (۲۰۷) سے (۲۲۵) تک اضافہ ہوا۔ ان میں سے (۵۵) اساتذہ مرکز تعلیم دیہی واقع [illegible] میں تربیت حاصل کر چکے ہیں۔ لڑکیوں کے مدارس میں کوئی اضافہ نہیں ہوا اور ان کی تعداد بدستور (۲۵) رہی ان میں سے (۱۸) مدارس سرکاری ہیں اور (۷) امدادی۔ مدارس میں تعلیم پانے والی لڑکیوں کی تعداد میں بھی تبدیلی نہیں ہوئی اور بدستور (۱۰۲۲) رہی۔ مدارس پر (۱۸۰۰۰) روپے صرف ہوئے۔ لڑکوں کے مدارس پر دوران سال (۹۰۳۳۱) روپے صرف کئے گئے۔ گزشتہ سال ان کے مصارف کی مقدار (۲۲۳۱) روپے تھی۔ رپورٹ مذکور سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ مدارس شبینہ بالغان کے نتائج اطمینان بخش نہیں رہے۔

نمائش مصنوعات مملکت آصفیہ

حیدرآباد۔ نمائش مصنوعات مملکت آصفیہ جو معاشی کمیٹی انجمن طیلسانین عثمانیہ کی جانب سے ہر سال باغ عامہ میں منعقد ہوا کرتی ہے۔ امسال بھی ۹ بہمن ۱۳۵۷ف م ۹ ذی الحجہ ۱۳۶۶ھ سے شروع ہوگی۔ مجلس نمائش معاشی کمیٹی کے صدر ڈاکٹر رضی الدین صاحب صدیقی اور معتمد مسٹر محمد شرف الدین بی۔ اے (عثمانیہ) ہیں۔

نمائش کے قیام کا مقصد یہ ہے کہ مملکت آصفیہ کی معاشی ترقی کے لئے ملک کے مصنوعات اور قدرتی ذخائر و پیداوار کے نمونے اور ان کی کیفیت و حالات اہل ملک کے سامنے پیش کیا جائے اور قدرتی ذخائر اور وسائل سے استفادہ کرنے اور مصنوعات تیار کرنے کے مختلف طریقوں اور ترکیبوں کا عملی مظاہرہ کرنا اور ملک میں صنعتی کاروبار کی ترقی کے امکانات ان سے دلچسپی پیدا کرانا اور ملکی مصنوعات خریدنے اور استعمال کرنے کا شوق دلانا نیز صناعوں اور تاجروں کی ہمت افزائی کرنا اور ان کے مقاصد کو پیش نظر رکھتے ہوئے ان کو ترغیب دلائی جائے کہ جدید صنعتیں آغاز کی جائیں۔ درخواستیں مع فیس شرکت (عام) کے ساتھ معتمد مجلس نمائش کے پاس ۲۵ دے تک پیش کی جانی چاہئیں۔

اعلان

حکومت سرکار عالی نے بہ صیغہ مالگزاری ایک حکم جاری کیا ہے جس کی رو سے کوئی شخص کسی قسم کا کوئی کاغذ بیرون ممالک محروسہ سرکار عالی برآمد کرنے کا مجاز نہ ہوگا۔ البتہ صرف سرپور پیپر ملز لمیٹیڈ کو یہ اجازت دی گئی ہے کہ جو کاغذ حیدرآباد کی ضرورت پورا کرنے کے بعد بچ رہے اسے وہ [illegible] سے اجازت برآمد کرے۔

جو شخص اس حکم کی خلاف ورزی کرے گا وہ سزائے قید کا مستوجب ہوگا جس کی میعاد تین سال تک ہو سکے گی اور اس پر جرمانہ بھی کیا جا سکے گا۔

نشرگاہ حیدرآباد کی سرگرمیاں

حکمت کی اشاعت مورخہ ۳۰ مہر ۱۳۵۱ف میں ایک مضمون زیر عنوان "نشرگاہ حیدرآباد کو چند مشورے" شائع ہوا ہے۔ اس کے متعلق محکمہ متعلقہ سے دریافت کرنے پر جو توضیح وصول ہوئی ہے وہ بذریعہ ہذا ارسال خدمت ہے۔ براہ کرم اپنے قابل قدر اخبار کی کسی قریبی اشاعت میں شائع فرما کر ممنون فرمائیے۔

ماہ مہر تا آبان ۱۳۵۱ف کے پروگرام پر جو اعتراضات کئے گئے ہیں ان کا خلاصہ یہ ہے:۔

(۱) موسیقی کا دوران روزانہ تین گھنٹے ہوتا ہے جس سے سننے والے بیزار ہو جاتے ہیں۔

(۲) خاص کر مقامی فن کاروں کی تعداد میں اضافہ کرنے اور انہیں زیادہ معاوضہ دینے کی ضرورت ہے۔

(۳) تقاریر کے لئے وقت کم دیا جاتا ہے۔

(۴) حیدرآباد کے قابل ترین لوگوں کو تقریر کے لئے مدعو نہیں کیا جاتا۔

(۵) ملک کے حالات کے لحاظ سے تقریریں نشر نہیں کرائی جاتیں۔

(۶) تعلیمی صنعتی اور سیاسی بحثیں نہیں سنائے جاتے۔

(۷) مشاعرہ افسانہ یا فیچر نشر کرنے سے محکمہ کا کام ختم نہیں ہو جاتا۔

(۸) اس محکمہ کی اہمیت کو سمجھنے اور پالیسی کو بدلنے کی ضرورت ہے۔ جہاں تک پہلے اور دوسرے اعتراض کا تعلق ہے یہ امر محتاج بیان نہیں کہ ہر نشرگاہ میں موسیقی اور دوسرے اجزاء کا تناسب اسی طرح کا ہوتا ہے اس کے علاوہ چونکہ انتخاب کلام کا اہتمام کر کے نشرگاہ حیدرآباد نے موسیقی کو بھی جو محض ایک تفریحی مشغلہ ہے ایک حد تک سننے والوں کے ذوق اور جذبات کی تربیت کا ذریعہ بنا دیا ہے۔ اس لئے ساڑھے پانچ گھنٹوں میں تین یا ساڑھے تین گھنٹے موسیقی کو دیے جائیں تو اسے زیادہ نہیں کہا جا سکتا۔ یہ امر واقعہ ہے کہ اردو ادب کے اساتذہ کے بہترین کلام سے موزوں انتخاب کر کے متعدد غزلیں وغیرہ فن کاروں سے باغراض نشر تیار کروائی جاتی ہیں۔ چنانچہ ماہ امرداد کے تبصرہ سے واضح ہوگا کہ صرف اس ایک مہینے میں جملہ (۱۵) چیزیں مندرجہ بالا اصول پر نشر کروائی گئیں۔ اس مقصد کے لئے نہ صرف شعبہ موسیقی بطور خاص اہتمام کرتا ہے بلکہ بعض اصحاب ذوق سے امداد حاصل کرنے کی خاطر انتخاب کلام کی ایک کمیٹی بھی تشکیل دی گئی ہے جس کے قیمتی مشورے اور ادبی تنقیدات سے وقتاً فوقتاً استفادہ کیا جاتا ہے۔

یہ اعتراض کہ گانے والوں اور والیوں کی تعداد محدود ہے صحیح ہے۔ لیکن اس کو ارباب نشر کی کوتاہی پر محمول نہیں کرنا چاہئے حیدرآباد میں اچھے فن کاروں کی قلت ہے۔ اگر اچھے گانے والے حیدرآباد میں زیادہ تعداد میں مل سکتے تو ضرور ان کی خدمات حاصل کی جاتیں۔ باوجود اس کے مقامی فن کاروں کا تناسب بیرونی فن کاروں کے مقابلہ میں ہمیشہ بہت زیادہ رہا ہے۔ چنانچہ ماہ شہریور ۱۳۵۱ف کے پروگرام کے تبصرے سے واضح ہوگا کہ زیر بحث مہینہ میں دو بیرونی فن کاروں کے چھ پروگراموں کے مقابلہ میں پچاس مقامی فن کاروں نے حصہ لیا اور یہی تناسب کم و بیش ہمیشہ پیش نظر رہا۔

نشریات کے موجودہ دوران کے پیش نظر یہ اعتراض کہ تقاریر کے لئے وقت کم دیا جاتا ہے صحیح نہیں ہے۔ یہ امر واقعہ ہے جس سے پروگرام سننے والے بخوبی واقف ہیں کہ روزانہ پچاس منٹ کی اردو اور انگریزی خبروں کے علاوہ عام پروگرام ساعت الاطفال اور مقامی نشریات کے سلسلہ میں نشرگاہ حیدرآباد سے ہر روز چار پانچ تقریریں نشر ہوا کرتی ہیں۔ گو مقامی نشریات کی حد تک ان کی تفصیلات مطبوعہ رسالہ پروگرام میں درج نہیں کی جاتیں اس لئے کہ رسالہ مذکور عام سننے والوں کے لئے طبع کیا جاتا ہے اور مقامی پروگرام صرف شہر حیدرآباد تک محدود ہے جس کی تفصیلات اکثر ٹیلیفون پر قبل از قبل سنادی جاتی ہیں۔ اور یہ طریقہ انتظامی سہولت کے مد نظر بھی زیادہ مناسب بنایا گیا۔

یہ اعتراض کہ حیدرآباد کے قابل ترین لوگوں کو تقریر کے لئے مدعو نہیں کیا جاتا تا لاعلمی پر مبنی ہے۔ حیدرآباد کے زیادہ سے زیادہ صاحب علم اور نشری تقاریر کے لئے موزوں اصحاب سے وقتاً فوقتاً رجوع کیا جاتا رہا ہے۔ ان کی اکثریت کے خیالات سے سننے والے فائدہ بھی اٹھاتے رہے ہیں۔ حکمت کے ایک سننے والے نے جو سات نام حیدرآباد کے قابل ترین افراد کے لکھے ہیں ان میں سے صرف ایک صاحب سے اس وقت تک تقریر کی خواہش نہیں کی گئی۔ بقیہ چھ اصحاب سے تقریروں کی خواہش کی گئی جن میں سے بعض اپنی مصروفیات کی وجہ سے ہماری نشریات میں حصہ نہ لے سکے۔ اور بعضوں نے کئی بار تقاریر نشر فرمائی ہیں۔

یہ کہنا کہ ملک کے حالات کے لحاظ سے تقریریں نشر نہیں کرائی جاتیں خلاف واقعہ ہے جس کے ثبوت میں زیر بحث تین ہفتوں کے پروگرام میں سے ایسی تقریریں پیش کی جا سکتی ہیں جو ہندوستان کا نیا معیاری وقت۔ ہندوستان کی موجودہ سیاسی صورت حال، بداسی کہاں کی سیاست ہے۔ پولیس۔ تعلیم اور خبر رسانی، میل میلاپ، زمانہ جنگ میں رحیدرآبادی، اسکاؤٹ کے فرائض۔ ترکاری کی کاشت۔ گشتی کتب خانہ۔ تعلیمی نمائش اور دیہی تنظیم کے عنوان سے نشر ہو چکی ہیں۔ ۱۰ مہر کو جشن یوم خودمختاری کے سلسلہ میں مملکت حیدرآباد کی آئینی ترقی پر تقریر رکھی گئی تھی جو افسوس ہے کہ مسودہ بروقت وصول نہ ہونے کی وجہ سے نشر نہ ہو سکی۔ لیکن اسی ہفتہ "ہمارا ملک" کے عنوان سے بچوں کے لئے حیدرآباد کے ماضی حال اور مستقبل کے بارے میں ایک معلوماتی پروگرام نشر کیا گیا۔

نشرگاہ حیدرآباد تعلیمی صنعتی اور سیاسی بحثیں نہیں سناتی۔ اس لئے کہ مسلسل ایک ہفتہ تک ایک ہی موضوع پر تقریریں نشر کروائی جائیں تو سننے والوں کی دلچسپی متاثر ہوتی ہے مگر سننے والوں کی ضروریات اور نفسیات کے پیش نظر تعلیمی صنعتی سیاسی اور دوسرے بیسیوں موضوع پر تقاریر کا انتظام وقتاً فوقتاً اس طرح کیا جاتا ہے کہ سننے والوں کی دلچسپی برقرار رہ سکے۔ مثال کے طور پر ماہ مہر ۱۳۵۱ف کے پروگرام پر غور کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ اس مہینہ میں صرف عام پروگرام میں جملہ (۳۵) تقریریں نشر کی گئیں جن میں آٹھ تقریریں جنگ اور حالات حاضرہ سے متعلق ہیں۔ بقیہ تقریریں ہندوستان کے معیاری وقت، تعلیم، عام معلومات، اجتماعی موضوعات، نفسیات، صحت، تیمارداری، حیدرآباد کی ترقی، نشریات، پولیس اور فرقہ وارانہ ہم آہنگی سے متعلق تھیں ان سب تقریروں کی تواریخ نشر کے تعین میں سننے والوں کی دلچسپی کو پیش نظر رکھا گیا۔ اور ایک ہی موضوع پر مسلسل دو یا دو سے زیادہ روز تک تقریریں نشر نہیں کرائی گئیں۔ مہر ۱۳۵۱ف میں جنگ سے متعلق آٹھ تقریریں ہوئیں۔ لیکن ایک تقریر اور دوسری تقریر کی نشر کی تاریخ میں مناسب فصل رکھا گیا۔

یہ بالکل صحیح ہے کہ محکمہ ہذا کا کام مشاعرہ افسانہ یا فیچر نشر کرنے سے ختم نہیں ہو جاتا چنانچہ نشرگاہ حیدرآباد کا پروگرام صرف مشاعروں فیچروں یا افسانوں پر مشتمل نہیں ہوتا۔ یہ اجزاء پروگرام میں وقتاً فوقتاً اور حسب ضرورت نشر کئے جاتے ہیں اور ان کا مقصد محض تفریح نہیں ہوتا بلکہ سننے والوں کی معلومات میں اضافہ ان کے جذبات اور میلانات کی تربیت اور سماجی اور معاشرتی اصلاح بھی پیش نظر ہوتی ہے۔ آخر میں یہ کہنے کی اجازت دیجئے کہ سررشتہ نشریات اسکی اپنے سامعین کرام کے مفید مشوروں کا ہمیشہ خیر مقدم کرتا ہے اور جہاں تک ممکن ہو ان پر عمل کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔

(معلومات عامہ)

اطلاع عام

دہلی دواخانہ نے سوا سال کی قلیل مدت میں پبلک کی جو خدمات جس عرق ریزی اور کمال دلچسپی سے انجام دیئے ہیں وہ کسی تشریح کی محتاج نہیں ہیں۔ تاہم اس پورے عرصہ خدمت میں یہ امر دواخانہ کے پیش نظر رہا کہ اس کے واسطے کسی ایسے طبیب کی خدمات حاصل کی جائیں۔ جو ہر حیثیت سے اس کے شایان شان ہو۔ چنانچہ مسلسل کاوش و جستجو کے بعد دواخانہ کو اس میں حسب دلخواہ کامیابی حاصل ہو چکی ہے اور ہم نہایت مسرت کے ساتھ اعلان کرتے ہیں کہ ۲۰ شوال سنہ رواں سے **مولانا حکیم محمد حسن رضا صاحب** ابن مولانا حکیم احمد رضا صاحب افسر الاطبا ریاست رامپور برادر شفاء الملک علامہ الحکیم **عبد الحمید لکھنوی صاحب** مرحوم دواخانہ ہذا میں ۹ بجے صبح سے ۱۱ بجے شام تک مطب فرما رہے ہیں۔ اور آپ کی زیر نگرانی کی عمیق و طویل تجربات طبی اور خاندانی ادویہ سے پبلک کو استفادہ کا موقع رہے گا۔ اطلاع عام ہے یاران نکتہ داں کے لئے۔

منیجر دہلی دواخانہ

واقع مکرم جاہی روڈ۔ روبروئے صدر عدالت
متصل عقب معظم جاہی مارکٹ حیدرآباد دکن

فون نمبر ۳۲۷

خزانہ عامرہ کی موٹر پر

بنارسی مال

کا مخزن

رام بخش جے چند (لاڈ بازار)

بیوپاریوں اور آرڈر پر سپلائی کرنیوالا

ڈاکٹر صاحب فرماتے ہیں:-

۱۰ منٹ کے اندر اندر بچہ کے تمام بیماریاں رفع ہونیکا میں دعویٰ کرتا ہوں۔
بچہ کو (۳) سال کی عمر تک متواتر انفن ٹون پلاتے رہیے۔



انفن ٹون

ساختہ

حیدرآباد کیمکل اینڈ فارماسیوٹیکل ورکس لمیٹڈ
حیدرآباد دکن

شہر اور اضلاع میں ہر دوکان پر دستیاب ہوتا ہے

احمدیہ پریس چار مینار میں طبع ہو کر باہتمام سید ان الحسن حسنی افسر مکتبہ صاحب مہتمم شائع ہوا